حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

قاضی محمد ظہور الحسین اظہر

امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدام اہل سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر وہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہؐ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو یہی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرؔ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

اصل کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تحریک خدام اہل سنت کے ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

ابوبکر صدیق — عمر فاروق — عثمان ذوالنورین — علی المرتضیٰ

جلد 31 شمارہ 2 - جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ، فروری 2018ء

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین

بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان

جانشین قائد اہل سنت

قاضی محمد ظہور الحسین اظہر

امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

مدیر مسئول

حافظ محمد مسعود صاحب

بدل اشتراک

اندرون ملک: فی پرچہ 30 روپے سالانہ چندہ 300 روپے

بیرون ملک: مشرق وسطیٰ 85 ریال ○ امریکہ یورپ ○ برطانیہ 20 پونڈ

نائب مدیر

ماسٹر منظور حسین صاحب

قاضی ظاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036

برائے رابطہ خط وکتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم

متصل جامع مسجد میاں برکت علی، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

0322-4135093
0302-4166462
042-37427872

پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

ٹرمپ، اسرائیل، مودی گٹھ جوڑ

اور ہمارا اندرونی خلفشار

امریکی صدر ٹرمپ کی مسلم دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں رہی اب بلی تھیلے سے باہر نکل آئی ہے۔ اور پاکستان کے خلاف امریکی صدر کی ایما پر اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو بھارت کے ساتھ جنگی معاہدوں کے لیے بھارت پہنچے تو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی خوشی دیدنی تھی کہ سفارتی پروٹوکول توڑتے ہوئے ایئرپورٹ پر اسرائیلی وزیراعظم اور ان کی اہلیہ کا خود استقبال کیا اور وزیراعظم کے ساتھ لپٹ گئے۔ وزیراعظم کے ساتھ دورے میں 130 کاروباری شخصیات پر مشتمل وفد میں عسکری کمپنیوں کے سربراہان بھی شامل تھے یادرہے یہ 15 برس بعد کسی بھی صیہونی وزیراعظم کا پہلا دورہ تھا اور اسرائیل بھارت کو ہتھیار برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے اور ہر سال اوسطاً ایک ارب ڈالر کا فوجی سازوسامان فروخت کرتا ہے اور دونوں ملکوں میں قدر مشترک مسلم دشمنی ہے اسرائیلی حکومت فلسطین میں اور بھارتی حکومت کشمیر میں مسلمانوں کا خون بہا رہی ہے اور انسانی حقوق کے علمبردار امریکہ کو کشمیر اور فلسطین میں یہود و ہنود کی دہشت گردی نظر نہیں آرہی بلکہ پاکستان اور مسلم ممالک میں دہشت گرد نظر آتے ہیں کاش اپنی ہی عوام کو مُکّہ دکھانے والے پرویز مشرف امریکی دھمکی میں آکر سہولت کاری کا بزدلانہ کردار ادا نہ کرتا تو امریکہ کو پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کی یوں جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسلام آباد نے شدت پسندوں کی پشت پناہی جاری رکھی تو بہت کچھ کھودے گا۔ امریکی نائب صدر نے یہ بھی کہہ دیا۔ امریکی فوج کو کہیں بھی دہشت گردوں کے اڈے ختم کرنے کا اختیار دے دیا۔ ہمیں امریکی دھمکی میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ سپر طاقت افغانستان کی بند گلی میں ان دنوں پاکستان کے بغیر یرغمال ہے۔ دنیا کی عظیم جدید ہتھیاروں سے لیس امریکہ نیٹو فورسز کے ہمراہ بھی طالبان کو نیچا نہ دکھا سکا اور امریکہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ امریکہ نے اب تک جتنے اسلامی

علاقوں میں مسلم خون بہایا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل وکرم اور نصرت سے ان ... پاکستانی فوج کے دسترس میں ہے اور پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت کی جانب سے ... مکمل حمایت کے ساتھ امریکہ کی اس دھمکی کو مسترد کرتے ہوئے واضح کر دیا گیا ... افغانستان میں امریکی ناکامی کے حوالے سے کسی بھی صورت قربانی کا بکرا نہیں بنے گا۔

خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کہ ہمارے پڑوسی ملک افغانستان اور ایران میں بھارتی ... سی پیک کے منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے بلوچستان میں دھماکے، خودکش حملے ... پسندوں اور دہشت گردوں کی پوری مدد کر رہے ہیں چنانچہ امریکہ اور بھارت کو چین کی پاکستان کے ساتھ دوستی اور سی پیک کے منصوبے پر شدید تکلیف ہے امریکہ کا خیال ہے کہ چین بلوچستان میں اڈے قائم کرے گا۔ بھارت پاک فوج کی جنگی مہارت اور پاکستان کی فوجی قوت سے بھی خائف ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پاکستان اس وقت اندرونی طور پر خلفشار کا شکار ہے اور بیرونی طور پر بھی ... ہے اس سے بہتر اور کوئی موقع نہیں آئے گا۔ مگر افسوس صد افسوس بعض مذہبی لبادہ میں ملبوس اور اقتدار کی ہوس میں سیاست دان حضرات دانستہ یا نادانستہ طور پر ملک دشمنوں کا ناپاک منصوبہ ... تکمیل تک پہنچانے میں سہولت کاری کا کردار ادا کر رہے ہیں ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو
تمہاری داستاں تک نہ رہے گی داستانوں میں

انتخابی سال دو ہزار اٹھارہ اور ہمارا اندرونی خلفشار

اب جبکہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی مدت پوری ہونے میں صرف چند ماہ باقی رہ گئے ہیں سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ انتخابی منشور عوام کے سامنے پیش کر کے انتخابی مہم چلائیں لیکن جمہوریت اور نیا پاکستان بنانے کے دعوے دار جو پہلے بھی غیر جمہوری طریقہ سے دھرنا دے کر حکومت گرانے میں ناکام ہوئے ہیں۔ اب وہ دوبارہ کینیڈا سے بھیجے ہوئے مولوی طاہر القادری کی قیادت میں لاہور کے احتجاجی جلسہ منعقدہ میں پی ٹی آئی، عوامی تحریک اور تحریک انصاف کے قائدین نے جو زبان استعمال کی ہے۔ وہ ایک جاہل دیہاتی کی تو ہو سکتی لیکن قائدین کی نہیں ...... تحریک

انصاف کے چیئرمین عمران خان نے پارلیمنٹ پر لعنت بھیجی اور پھر شرمندگی محسوس کرنے کی بجائے کہا کہ میں تو پارلیمنٹ کے لیے لعنت سے زیادہ سخت الفاظ کہنا چاہتا تھا الخ۔ عوامی لیگ کے سربراہ شیخ رشید نے کہا کہ حکمران تقریروں سے نہیں جائیں گے یہ بڑے ڈھیٹ اور بے شرم ہیں نواز شریف کا لیڈر شیخ مجیب ہے ان کے گھر حسینہ واجد بھی ہے میں استعفیٰ دیتا ہوں۔ عمران خان تم بھی اپنی اسمبلی رکنیت چھوڑ دو۔ لاٹھی اٹھاؤ اور جاتی امراء کی طرف مارچ کرو...... پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور دیگر سیاسی جماعتوں کا ساتھ دیکھ کر طاہر القادری بھی شیر بن گئے اور بول اُٹھے کہ اگر کارکنوں کو کہہ دوں، تو تمہارے بدن کے کپڑے نوچ ڈالیں گے۔ بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ تم جاتی امراء کے باہر قدم نہ رکھ سکو گے۔ ہم نہ بزدل ہیں نہ کمزور ہیں۔ ہاتھوں سے انتقام لے سکتے ہیں۔ انہوں نے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ اگر کہو تو تاریخ دے دوں۔ اگلی اتوار کو رائے ونڈ کی اینٹ سے اینٹ بجا دو گے یا ابھی چلو گے...... دوسری طرف عمران خان جب متحدہ اپوزیشن مال روڈ لاہور کے جلسہ میں اسٹیج پر پہنچے تو طاہر القادری نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ہوا میں لہرایا تو عمران خان، طاہر القادری کا ہاتھ جھٹک کر اسٹیج پر موجود اپنی کرسی پر جا بیٹھے...... عمران اور زرداری میں اختلاف موجود ہے چنانچہ اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ نے کہا کہ عمران خان کی پارلیمنٹ پر تنقید بلا جواز ہے اور حکومتی ناکامی کو پارلیمنٹ کی ناکامی نہیں کہا جا سکتا۔ نواز شریف عدالتوں اور اداروں کی توہین کرتے ہیں اور عمران خان پارلیمنٹ کی اور اس طرح ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے" ماخوذ 18 جنوری روزنامہ جنگ راولپنڈی" قومی اسمبلی میں تحریک انصاف کے چیئرمین اور شیخ رشید کی جانب سے پارلیمنٹ پر لعنت بھیجنے کے خلاف مذمتی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی ہے" 19 جنوری 2018 روزنامہ جنگ راولپنڈی"۔

دھرنا پارٹی کی ہیجانی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر یاد آتا ہے:

اِذا یئس الانسان طال لسانہ

کسنور نعلوب یصول علی الکلب

جب انسان مایوس ہو جائے تو اس کی زبان لمبی ہو جاتی ہے۔ جیسی ہماری ہوئی بلی جو کتے پر حملہ کر دیتی ہے۔

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

درسِ قرآن: مدنی مسجد چکوال۔ ۳ر فروری ۱۹۷۸ء — ضبط و ترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

ترجمہ: "اور جب کہ اٹھا رہے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اور دعائیں کر رہے تھے "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا" اے رب ہمارے تو ہم سے قبول فرما "اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" بیشک تو ہی ہے ہر بات کو سننے والا، ہر چیز کو جاننے والا۔ اے رب ہمارے تو ہم دونوں کو مسلمان رکھ، تابعدار رکھ "مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت اپنی تابعدار رکھ اور ہم کو اپنی عبادت کے طریقے سکھلا دے اور ہم پر رحمت کی توجہ فرما، "اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ" بیشک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ "رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ" اے ہمارے رب! اور بھیج تو ان میں ایک عظیم الشان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی میں سے، جو تیری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائیں اور تیری کتاب ان کو سکھائیں اور حکمت سکھلائیں اور وہ اُن کو پاک کردیں تو ہی ہے بیشک بڑے زور والا، بڑی حکمت والا۔" (پارہ اوّل)

○...... برادرانِ اہل سنت والجماعت! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کا ذکر کیا ہے، ہزارہا سال پہلے، جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے اسے

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بنا رہے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام معصوم پیغمبر ہیں، خلیل اللہ لقب ہے سبحان اللہ! سینکڑوں انبیاء آپ کی اولاد میں پیدا ہوئے ہیں، ابو الانبیاء ان کو بھی کہا جاتا ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے بیٹے، وہ بھی معصوم پیغمبر ہیں، ان کا لقب ہے ذبیح اللہ، کہ جنھوں نے اپنے آپ کو ذبح کے لیے والد صاحب کی چھری کے نیچے پیش کر دیا۔ سبحان اللہ۔ یہ دونوں باپ بیٹا پیغمبر ہیں معصوم ہیں خاص شان رکھتے ہیں اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی دیواریں رکھ رہے ہیں، دیکھو ناں؟ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے اس کام کی، اس عبادت کی قدر ہے کہ قیامت تک یہ آیتیں ایمان والوں کے لیے چلتی رہیں گی، پڑھتے رہیں گے پڑھاتے رہیں گے۔ کام بھی نیک، جگہ بھی اعلیٰ، ساتھ دعا کر رہے ہیں۔

○...... دعا کا معنی کیا؟ اللہ سے اپنی حاجت مراد مانگنا، جو بھی ہو، لیکن دعا کے لیے کچھ شرائط ہیں، اگر جگہ متبرک ہو تو وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، اس کی برکت ہوتی ہے۔ وقت مبارک ہو تو اس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، اب یہاں ساری چیزیں جمع ہیں، اور دعا کرنے والے بھی دو معصوم پیغمبر ہیں سبحان اللہ! اُن کی زبان پاک، اُن کا دل پاک، اُن کی نیت پاک، سب کچھ ٹھیک ہے، تو یہ ہم کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دعا اور یہ آیات نازل فرمائیں تا کہ بندے یہ سمجھیں کہ کتنی شان ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، کتنی شان ہے حضرت اسمٰعیل ذبیح علیہ السلام کی؟ لیکن دونوں عاجزی سے اپنے رب سے دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! تیرے حکم سے ہم نے یہ کوٹھا تو بنا دیا لیکن قبول کرنا تو تیرا کام ہے ناں؟ ہم نے تو حکم مان لیا ہے، قبولیت جو ہے وہ تو تیرے اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ دعا اس تصور سے کرے کہ اب میرا اختیار نہیں ہے کہ جو میں نے مانگا ہے مجھے ضرور مل جائے گا۔ اپنی رحمت سے دے تو اس کی مرضی، نہ دے تو اس کی مرضی، میں نے تو مانگنا ہی ہے، مانگ لیا تو بندگی کا تقاضا پورا ہو گیا۔

○...... یہ یاد رکھو! "الدعاءُ مخل العبادة" رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ یہ جو دعا ہے، یعنی اللہ سے مانگنا، یہ عبادت کا مغز ہے۔ بندہ جس حال میں بھی ہو، وہ اللہ سے عاجزی، زاری سے مانگتا رہے یہ مانگ لینا ہی عبادت ہے۔

○...... "اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ" یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ذکر فرما دیں، ایک یہ کہ "تو ہی ہے ہر بات کو سننے والا" اب جب باپ بیٹا دعا کر رہے ہیں تو کون سن رہا ہے؟ رب

دوسری بات کہ "تو ہی ہے ہر چیز کو جاننے والا"۔ یعنی ہماری نیت کو بھی تو جانتا ہے، ہماری مراد کو بھی تو جانتا ہے، جو ہم کہہ رہے ہیں اس کو تو سنتا ہے، اب ہم نے تو اس ایمان اور یقین کی بنیاد پر تجھ سے دعا کی ہے کہ تو ہمارے ظاہر، باطن کا حال جانتا ہے اس لیے تو قبول فرمالے۔ "رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ" اے رب ہمارے تو ہم کو مسلمان رکھ، مسلم کا معنی ہے اللہ کے حکم کے سامنے جھک جانے والا "وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت اپنی تابعدار رکھ، جو ہماری اولاد آگے پھیلے گی ان میں سے بھی تو ایک جماعت ایسی بنا کہ جو تیری تابعدار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ اپنے لیے بھی دعا کرے کہ یا اللہ! تو مجھے اسلام پر قائم دائم رکھ اور اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرے۔ "وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا" اور حج کے احکام اور طریقے ہیں تو ہی ہمیں سکھا۔ کیونکہ وحی کے ذریعہ اللہ ہی نے بتاتا ہے۔ "وَتُبْ عَلَيْنَا" اور ہم پر رحمت کی توجہ فرما، توبہ کا معنی ہوتا ہے رجوع کرنا، پیغمبر چونکہ معصوم ہوتے ہیں، اس لیے یہاں معنی یہ ہے کہ تو ہمیشہ اپنی رحمت کی توجہ ہم پر نازل فرما "إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا، تو ہی ہے رحمت کی توجہ فرمانے والا اور تو ہی ہے سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔

○......دیکھو! معصوم پیغمبر ہیں، ان کی محبوبیت اور مقبولیت کا بڑا مقام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اپنے آپ کو عاجز کر کے پیش کر رہے ہیں کہ یا اللہ! تو ہی ہے اور کوئی نہیں، یہی بندگی ہے۔ ربنا، ربنا، کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے، تو ہمیں پالنے والا ہے، ظاہری، باطنی نعمتیں دینے والا ہے، ہم تو سراسر تیرے محتاج ہیں اس لیے دعا میں ربنا، ربنا کہہ رہے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے پہلے ظاہری رزق کے لیے بھی دعا کی، جو اس سے پہلے آچکی ہے کہ "وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ" (اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے) کیونکہ رزق ظاہری نہ ہو تو بھوک کب تک کاٹیں گے۔ اس کے بعد اب روحانی رزق کی دعا ہے، ظاہری جسمانی رزق تو کافر اور مومن کے لیے برابر ہے بلکہ بعض دفعہ کافر بدکار کو اللہ زیادہ ...یتا ہے، آزمائش ہوتی ہے، اس کی حکمت ہوتی ہے، تو پہلے رزق ظاہری کی دعا کی، گویا نزول ...آن سے تقریباً چار ہزار سال پہلے یہ دعائیں کی تھیں، آج ان دعاؤں کا ظہور دیکھو، لاکھوں ...جیوں کے لیے خوراک، میوے پھل، سبزی، ترکاریاں، گوشت، دودھ، گھی وغیرہ ضروریات،

کپڑے سامان جو کچھ بھی ہے یہ کون پہنچا رہا ہے؟ یہ اسی دعا کا ثمرہ ہے۔ یہ ظاہری رزق ہے، اور ایک رزق روحانی، باطنی ہے وہ صرف ایمان والوں کے لیے ہے تو اب اس کے لیے دعا ہے کہ جس مقصد کے لیے یہ گھر تعمیر ہوا ہے، آبادی کے لیے دعا ہوئی، گھر بن گیا، گویا مدرسے کی تعمیر ہوگئی، تو مدرسہ کس لیے ہے؟ کہ معلم ہو۔ معلم کس لیے؟ کہ طلباء ہوں، تو جس طرح رب نے رزق ظاہری کی دعا قبول فرمائی، اسی طرح اللہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی روحانی و ایمانی دعا بھی قبول فرمائی، وہ روحانی دعائیں "ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم" اے رب ہمارے! اور بھیج تو ان میں یعنی ہماری اولاد میں "رسولاً منھم" انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول "رُسل" نہیں فرمایا، کہ زیادہ رسول بھیج، عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ کتنے ہی رسول آئیں، کیونکہ قیامت تک اولاد رہنی ہے، لیکن اللہ کی حکمت اور اس کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے پھیلے، اس میں ایک ہی آئے، جو سب کا سردار ہو، اور آپ بھی ایک ہی عظیم الشان رسول کی دعا کر رہے ہیں، اب تاریخ کو پڑھ لو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں اور کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوا، صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی پیدا ہوئے ہیں۔ اب آگے ان کے فرائضِ رسالت کی دعا کرتے ہیں کہ وہ رسول جن کے لیے میں دعا کر رہا ہوں وہ کیا کریں؟

○......"یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ" جو تیری آیتیں اُن کو پڑھ کر سنائیں "وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ" اور تیری کتاب اُن کو سکھائیں "وَالْحِکْمَةَ" اور حکمت سکھلائیں "وَیُزَکِّیْھِمْ" اور وہ اُن کو پاک کر دیں "اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ" تو ہی ہے بیشک بڑے زور والا بڑی حکمت والا۔ (آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مظہر ہوں) اللہ پاک نے بھی قرآن پاک میں آنحضرت ﷺ کے یہی چار قسم کے فرائضِ رسالت بیان فرمائے ہیں (چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ) ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (سورۃ الجمعہ) "وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) سے، ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ) سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں جن میں سب علوم دینیہ ضروریہ آگئے)

سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ ﷺ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے، (کہ وہ شرک و کفر ہے، مراد اکثر ہیں کیونکہ جاہلیت میں بھی بعضے موحد تھے۔ مگر تاہم تکمیل ہدایت کے وہ بھی محتاج تھے۔ (تفسیر بیان القرآن)

بھئی! قرآن ہی کی آیت ہے (حق تعالیٰ فرما رہے ہیں) کہ حضور ﷺ کو ہم نے بھیجا ہے تاکہ اَن پڑھ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں، ایک ہوتی ہے کتاب، ایک ہوتا ہے معلمِ کتاب، کتاب کی تعلیم دینے والے کو معلم کہتے ہیں۔

○...... قرآنِ مجید کی تعلیم دینے والے معلمِ کائنات ہیں، نبی اعظم ہیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، قرآنِ مجید جتنی اعلیٰ و افضل کتاب تھی، اتنا ہی افضل و اعلیٰ معلم، ساری مخلوق سے چھانٹ کر بھیج دیا، قرآن بھی اعلیٰ، معلمِ قرآن بھی اعلیٰ، قرآنِ مجید سے اعلیٰ کوئی کتاب پیش کرو؟ حضور ﷺ سے اعلیٰ کوئی اللہ کی مخلوق میں سے پیش کرو؟ اسی سے دوسری چیز بھی سمجھو۔

○...... جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو معلم اور ہادی بنا کر بھیج دیا، تو یہ بھی ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے شاگرد بھی بھیج دے، یہاں آ کے لوگوں کے دماغ خراب ہو جاتے ہیں، سنّی بھی مانتا ہے لیکن اس کی تبلیغ نہیں کرتا، تو بات تو وہیں رہ جاتی ہے ناں؟ بھئی! ایک بڑا قابل معلم ہو اور اس کا شاگرد کوئی نہ ہو تو اس کا فائدہ کیا ہوا؟ شاگرد ہوں، وہ فیل ہی ہو جائیں تو فائدہ کیا؟ بھئی کسی کو مدرسے میں استاد لگائیں، تو ہو سکتا ہے کہ وہ استاد نالائق ہو، یا لائق ہو لیکن محنت نہ کرے، یا محنت تو کرے، شاگرد نالائق ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے جن کو معلمِ قرآن بنا کر بھیجا ہے، اس نے خود انتظام کرنا ہے کہ اس معلم سے فائدہ اٹھانے والے بھی قابل بھیج دوں، اگر وہ قابل نہیں تو حضور ﷺ کے فیض سے میں اُن کو قابل بنا دوں۔ ورنہ معلم بھیجنے کا فائدہ کیا؟ جب کتاب بھی اعلیٰ، معلم بھی اعلیٰ، شاگرد کچھ نہیں، تو پھر فائدہ کیا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض آتا ہے کہ (اتنی اعلیٰ ہستی کو معلم بنا کر بھیجنے کا) فائدہ کیا ہوا؟

○...... اس لیے اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس طرح قرآنِ مجید اعلیٰ اور معلمِ قرآن بھی اعلیٰ ہیں اسی طرح متعلمین بھی اعلیٰ، اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ پاس جو شاگرد بھیج دیے، وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ساری امتوں سے اعلیٰ شاگرد ہیں، اعلیٰ اُمتی ہیں، اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے مقبول اور جنتی

بندے ہیں اب کورس بھی مکمل ہو گیا، کورس پڑھنے والے بھی کامل ہو گئے، اور یہ بھی قرآن مجید میں ہے۔

○...... بھئی ! شاگردوں کو پڑھنے اور امتحان کے بعد سندیں ملتی ہیں ناں؟ حضور ﷺ کے شاگردوں کو بھی سند ملی، سند کیا ہوتی ہے؟ کہ پاس ہو گئے، فیل نہیں ہوئے، اصحاب رسول ﷺ اور شاگردانِ رسول ﷺ کو اللہ پاک نے وہ سند دی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کسی کو یہ سند نصیب نہیں، سند کیا ہے؟ فرمایا: ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کہ اللہ اُن سے راضی ہو گیا، یہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہ سند ہے کہ نہیں؟ یہ امتحان کاغذ کا نہیں، قلم کا نہیں، یہ امتحان، ایمان اور عمل کا ہے، اس کی سند یہ ملی کہ اللہ راضی ہو گیا، وہ جنتی ہو گئے۔ بتاؤ اس سے اعلیٰ کوئی سند ہے؟ اور یہ سند اگر ان کو نہ ملتی تو ہمیں کیسے امید ہوتی ہے کہ ہمیں جنت مل سکتی ہے؟

○...... جب حضور ﷺ سے پڑھنے والے، حضور ﷺ کا دیدار کرنے والے، آپ ﷺ کے حکم سے بیوی بچے، دکان مکان، وطن چھوڑنے والے، آپ کے حکم سے گردنیں کٹانے والے، حضور ﷺ کے حکم سے بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرانے والے بھی پاس نہ ہوتے تو بعد میں قیامت تک کوئی اُمتی کہہ سکتا تھا کہ میں پاس ہو جاؤں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے آنے والے حضور ﷺ کے اُمتیوں کو مطمئن کر دیا کہ تم بھی پاس ہو سکتے ہو بشرطیکہ یہ جو پاس ہوئے ہیں ان کی اچھے طریقے سے پیروی کرو۔ تو یہ حکمت تھی کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ شاگردوں کو، جن کو اصحابِ رسول ﷺ کہا جاتا ہے، ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے سند عطا کی، کس کی؟ اپنی رضا اور جنت کی، یہ ہے سب سے اعلیٰ سند "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے، بھوسنی، اس سے بڑی کوئی سند لاؤ؟

○...... بڑے سے بڑا بزرگ، ولی، ہو بھی اللہ کا پیارا، ہم مان بھی لیں، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو سند مل گئی ہے کہ یہ ضرور جنتی ہے؟ کیا پتہ کہ موت تک کیا ہو گا؟ آخری سانس تک خطرہ رہتا ہے کہ یہ رستے سے ہٹ نہ جائے، وفات کے بعد ان کو معلوم ہو گا کہ اللہ نے ہماری محنت، عبادت قبول کی ہے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اللہ نے وفات کے بعد، سند کا ذکر نہیں فرمایا، بلکہ ابھی زندہ تھے، چل پھر رہے تھے، کتنے کتنے سال حضور ﷺ کے بعد زندہ رہے، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا کہ تم زندہ ہو، لیکن سمجھ لو کہ اللہ تم سے راضی ہوگیا۔ کیونکہ تم اللہ سے راضی ہو گئے، تم نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے ساری دنیا کو چھوڑ دیا، آج ہم تو کہتے ہیں ناں کہ ویسے ہی اسلام کا جھنڈا بلند ہو جائے دنیا کی زنجیریں توڑنا مشکل ہوتا ہے۔ مشکل ہوتا ہے اللہ کے لیے لوگوں کو ناراض کرنا، اپنے لیے تو ہم روزانہ ایک دوسرے کو ناراض کرتے ہیں، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت ہے" رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" وہ اللہ سے راضی ہو گئے، اللہ اُن سے راضی ہو گیا۔ اور راضی ہونے کا اعلان اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ آئندہ بھی یہ میرے رہیں گے میرے خلاف نہیں ہوں گے۔ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے کہ جو میری پسندیدگی کے خلاف ہو، میری رضاء کے خلاف ہو ورنہ وہ اعلان کیوں کرتا؟

○...... سمجھو! یہ شہادت میری نہیں۔ آپ کی نہیں۔ یہ شہادت اللہ تعالیٰ کی ہے (جو دلوں کا حال جانتا ہے) کہ صحابہ اللہ سے راضی ہو گئے کون گواہی دے رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ، اب جو کہے کہ وہ ایسے تھے، ویسے تھے؟ تو وہ اللہ کی بات کا منکر ہے، اللہ کے فیصلے کا منکر ہے، چودہ سو سال کے بعد تو جانتا ہے یا اللہ جانتا ہے؟

○...... یہی سنی عقیدہ ہے جو سمجھاتا ہوں، اسی میں ہم نے محنت نہیں کی، جس سے گمراہی پھیلی، یاد رکھو! کسی کو جنت کی سند نہیں مل سکتی، جب تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنتی نہ مانے؟ اس لیے کہ وہ معیارِ حق ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں جی! یہ فروعی مسئلے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسئلہ فروعی ہے؟ بھائی! قرآن مجید میں جو آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لیے جنت لکھ دی، میں تم سے راضی ہوگیا۔ اب ایک آدمی کہتا ہے کہ یا اللہ! میں بھی اُن سے راضی ہوں، میں مانتا ہوں، تو ٹھیک ہے ناں؟ اور ایک کہتا ہے کہ میں تو ان سے راضی نہیں ہوں۔ میں تو ان کا مخالف ہوں، تو بات تو قرآن کی سچی ہوگی ناں یا اس شخص کی؟

○...... اس پر بزرگوں نے بڑی محنتیں کی ہیں، عمریں لگا دیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان بچ جائے، تو ہم کچھ بچ سکتے ہیں، اس لیے کہ کتنی ہی آیات میں یہ عقیدہ پھیلا ہوا ہے۔ مودودی صاحب نے جب اپنی "جماعتِ اسلامی" کا عقیدہ دستور میں یہ لکھا کہ "سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو معیارِ حق نہ مانے" تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی رحمہ اللہ نے جب اس دستور کی یہ دفعہ پڑھی کہ ہر آدمی جو اس جماعت کا رکن ہے، اس کے لیے اس کو ماننا عقیدہ ہے، عقیدے کے طور پر اس کو ماننا ہے تو پھر

آپ نے کتاب لکھی ''مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت'' اور آیات و احادیث سے ثابت کیا کہ صحابہ کرام معیارِ حق ہیں، پھر آخر دم تک اسی مسلک پر حضرت رحمہ اللہ زور دیتے رہے، علماء کو تاکید یں کرتے رہے۔

○...... اب ہم نے اپنے آپ کو اُن پر تولنا ہے، اُن کو تو رضا کی سند مل گئی، وہ تو کامیاب ہوگئے ہم اُن کی پیروی کریں گے تو ہم بھی اس سند کے امیدوار ہوسکتے ہیں۔ یا ان کی مخالفت کریں گے تو سند کے امیدوار ہوسکتے ہیں؟ معیارِ حق کا کیا معنیٰ ہے؟ کہ جن سے حق ملے، حضرت رحمہ اللہ نے دلائل دیئے، پھر کئی علماء نے ان کی اس تحریر سے یہ مسئلہ سمجھا۔

○...... بہرحال قرآنِ مجید، نبی کریم، رحمۃ للعالمین ﷺ، اپنے اصحاب کو سکھاتے تھے تعلیم دیتے تھے، پھر اس کا عمل خود ان کے سامنے پیش کرتے پھر جو ایک خصوصی چیز ہے۔

''ویزکیھم'' (حضور ﷺ ان کو پاک کرتے ہیں) یہ بعد والوں کو نصیب نہیں ہوسکتی، علم بھی ہوسکتا ہے، عمل بھی ہوسکتا ہے، درجہ اپنا ہوگا، لیکن حضور ﷺ کی خدمت، صحبت اور فیض سے جو ان کے نفس پاک ہوتے تھے، جو ان کا تزکیۂ نفوس ہوتا تھا، وہ بعد والوں کو نصیب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اب حضور ﷺ کی صحبت کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی۔ وہ پاک ہیں تو آگے پاک چیزیں اُن سے چلی ہیں؟ اس سے کوئی بڑی سند ہے؟

چونکہ حضور معلم ہیں آپ نے قرآن کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو تعلیمات دی ہیں، بتاؤ! ہم نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے؟ آج ہم اپنے علماء کی زبانی سنتے ہیں یا کتاب میں پڑھتے ہیں، کتنی شان، عظیم ہے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کی، کہ حضور ﷺ کا دیدار بھی کر رہے ہیں اور آپ کی پاک زبان سے، پاک الفاظ بھی سن رہے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ اور کسی کو نصیب ہوسکتا ہے؟

○...... ہر ہر حدیث میں ہوگا کہ فلاں صحابی نے روایت کی ہے، یعنی اس نے حضور سے براہِ راست سنا ہے، اس صحابی کو نہ مانو تو وہ حدیث ختم، قرآنِ مجید کی آیات اور تعلیم ہم تک نہیں پہنچ سکتی، جب تک ہر ہر صحابی کو کامل الایمان اور جنتی نہ مانیں؟ اس لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ہر صحابی کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں محتاج بنا دیا ہے۔ درجے اُن کے آپس میں جدا ہیں، لیکن ان ہم سب کے محتاج ہیں۔ اللہ مجھ و دے عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

چراغ ہدایت

ارشادات و کمالات

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مرتب: حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمہ اللہ

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تفردات

کتاب البر والوافر پہنچی۔ اس سے پہلے اس کتاب کے دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کچھ تصنیفات مدینہ منورہ میں دیکھی تھیں۔ ان کے تفردات سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ نیز ان کی زبان امام اشعری، شیخ اکبر اور دیگر اسلاف کے متعلق بہت تیز ہے۔ جن کی مدح وثنا ہم اپنے اسلاف کرام سے ہمیشہ سنتے آئے ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۵۸)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی حدیث دانی پر اعتماد

آپ نے دلائل السنن والآثار کو مطالعہ کے لیے ماہ رجب میں ارسال فرمایا تھا مگر میری ناکارگی سے آپ ناواقف ہیں۔ وہ زمانہ اخیر سال اور انتہائی مصروفیت کا تھا۔ جس میں قطعی طور پر عدیم الفرصتی ہوتی ہے۔ چنانچہ میں بالکل امتثال امر نہ کرسکا۔

مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور علم حدیث سے بہت زیادہ واقف اور اس کے ماہرین اعلیٰ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ ان کی اجل تصنیفات اس فن میں شائع ہوچکی ہیں۔ اور اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کئی جلدوں میں چھپ کر شائع ہوچکی ہے۔ شرح شمائل ترمذی الکوکب الدری وغیرہ اور اس سے پہلے بذل المجہود شرح سنن ابوداؤد میں پوری امداد تحریری و تخریجی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ کو دے کر کتاب مذکور کی تکمیل کرچکے ہیں۔ اس لیے جس قدر اس فن سے ان کو واقفیت اور مہارت ہے۔ میں تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں رکھتا۔ اسی بنا پر میں نے ان کی خدمت میں بھیجنا ضروری اور نفع سمجھا۔ چنانچہ موصوف نے اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھا۔ اور جگہ جگہ اس میں یادداشتیں لکھ دیں اور ماہ شوال کے اخیر میں میرے پاس مع منسلکہ نوٹ اور مقدمہ اوجز بھیج دیا ہے۔ میں اس وقت سے اس فکر میں تھا کہ اس کا مطالعہ کروں، مگر اسفار کی

طوالی ہجوم اضیاف اور مشاغل تدریسیہ نے نقل و حرکت اور آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا اور مکمل راحت کی تاکید کر دی تو موقع مل گیا کہ کتاب مذکور کو بالاستیعاب دیکھ لوں۔ چنانچہ میں نے امتثال حکم کیا اور حسب الحکم اپنی ناقص رائے بھی لکھ دی جو کہ ملسلک ہے۔ البتہ میرے خیال میں چند امور قابل غور ہیں۔

الف: آپ مخالفوں پر رد کرنے میں نہایت نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ نہ ہونا چاہیے۔ سب و شتم سے بچنا تو ضروری ہے لیکن رد کرنے میں الفاظ سخت اور زوردار ہونے چاہئیں۔

ب: آپ بسا اوقات مسئلہ میں متعدد اقوال مثل علامہ سیوطی رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں جس سے مخالف کو شہ ملتی ہے میرے خیال میں فقط قول راجح کو ذکر کرنا چاہیے جو آپ کا مختار ہو، باقی کو یا تو ذکر ہی نہ کیا جائے یا اگر ذکر کیا جائے تو نہایت تضعیف کے ساتھ۔

امیدوار ہوں کہ تاخیر امتثال کو بنظر عفو دیکھ کر اس ناکارہ سے درگزر فرمائیں گے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۰)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا آخری والا نامہ مولانا نجم الدین رحمہ اللہ اصلاحی کے نام

آپ کا کوئی خط یہاں سفر کے باعث سرفراز نہیں ہوا۔ خیریت معلوم نہ ہونے سے فکر ہے۔ غالباً جناب کو کتاب کا رجسٹرڈ پارسل مل گیا ہوگا۔ اس پر جو کچھ میرا یا شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا مرحوم) کا جگہ جگہ پر نوٹ ہے۔ اس کے متعلق کیا رائے ہے۔

میں بفضلہٖ تعالیٰ تدریجاً صحت حاصل کر رہا ہوں۔ دو ہفتہ سے یونانی علاج ہو رہا ہے۔ جس سے فائدہ ظاہر ہو رہا ہے۔ تکالیف میں بڑے درجے تک کمی واقع ہوگئی۔ کل ۲۰، ربیع الاول سے میں نے باہر بھی آمد و رفت شروع کر دی ہے، علاج اور پرہیز برابر جاری ہے۔ آپ بزرگوں کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جلد میں اس قابل ہو سکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کر دوں۔ واقفین اور پرسان حال حضرات سے سلام عرض کر دیں۔ والسلام

جواب از مولانا نجم الدین اصلاحی

ستمبر ۱۹۵۷ء میں حضرت رحمہ اللہ کی علالت کو سن کر ۲۲ ستمبر ۵۷ء کو بغرض عیادت دیوبند پہنچا اور ۳۰ ستمبر کو واپس ہوا۔ کیا معلوم تھا کہ یہ علالت ہمیشہ کے لیے جدائی کا پیغام ہے۔ اس کا ذرا سا وہم و

گمان نہ تھا۔ تاہم ناچیز دیوبند میں یہ انتظام کر کے آیا تھا کہ ہفتہ میں دو بار خبر ملتی رہے۔ البتہ حضرت کے نام کوئی عریضہ اس لیے نہیں لکھا تھا کہ پڑھنے اور جواب دینے میں زحمت نہ ہو، مکمل آرام ملے۔ مگر اس نظر کرم کو دیکھئے کہ خود خط تحریر فرما کر میری خیریت نہ ملنے پر فکر ظاہر فرما رہے تھے۔ بھلا اس ذرہ نوازی کی بھی کوئی حد ہے۔ میں حضرت کے اس تحریر فرمانے سے کہ "جلد اس قابل ہوسکوں گا کہ تعلیمی مشاغل جاری کرسکوں"۔ باغ باغ ہو کر کلی مطمئن ہو گیا۔ کیا پتہ تھا کہ تمبر کی زیارت ہی آخری زیارت ہے۔ اور یہ ذات گرامی ہم سبھی سے پردہ کرنے والی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ۔

حضرت رحمہ اللہ نے میری کتاب دلائل السنن والآثار پر جو تقریظ ثبت فرمائی ہے۔ وہ ناظرین کے استفادہ کے لیے درج ہے۔ یہ صرف میری اور کتاب کی خوش قسمتی ہے کہ حضرت نے اپنے آخری لمحات زندگی میں حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر ایسی تحریری سند عطا فرمائی کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

دلائل السنن والآثار پر تقریظ

بسم الله الرحمن الرحیم۔ الحمد لله وکفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

امابعد! میں نے مولانا نجم الدین اصلاحی زیدمجدہم کی مبارک تصنیف ...... دلائل السنن والآثار حصہ اول کو ابتداء سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا مجھ سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کاندھلوی صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے بھی بالاستیعاب اس کتاب کو دیکھا تھا اور کہیں کہیں اصلاح وترمیم بھی فرمائی تھی۔ ماشاء اللہ کتاب مذکور اپنے مقصد میں نہایت کامل اور مفید ہے جہاں تک مجھ کو معلوم ہے، اردو زبان میں اس مقصد کے لیے کوئی ایسا مجموعہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ عربی اور فارسی میں بھی کوئی ایسا مجموعہ جس میں اہل زیغ وعناد اور ملاحدہ کے شبہات واعتراضات متعلقہ علم حدیث وسنن کو اس طرح واضح طور پر دفع کیا گیا ہو اور سب ایسی ابحاث کو ایک جگہ جمع کر کے پوری روشنی ڈالی گئی ہو، آج تک تصنیف نہیں کیا گیا۔

مصنف مدظلہ العالی نے حسب ضرورت زمانہ نہایت عرق ریزی اور محنت سے امور متعلقہ ضروریہ کو حسب طریقہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعۃ جمع اور مرتب فرمایا ہے۔ اور اہل زیغ وعناد کے نزاعات ووساوس کو جڑ سے اکھاڑ دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ جَزَی اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ

وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ آمین ثم آمین۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ کریم کارساز مصنف کی کوششوں کو اپنی قبولیت کاملہ سے نوازے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے نفع عظیم عطا فرمائے۔ اور یہ کتاب مقبول عام ہو۔ واللہ ولی التوفیق والسداد وبیدہ القبول والمبدء والمعاد۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج۳، ص ۱۷۴)

خودکشی کا ارادہ کرنا انتہائی بزدلی اور گناہ ہے

آپ کا والا نامہ پڑھ کر سخت تعجب ہوا، کسی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، خودکشی کرنی اور اس پر عزم و ارادہ کر لینا انتہائی بزدلی، انتہائی ظلم اور انتہائی گناہ ہے۔

اول تو اس لیے کہ قرآن مجید میں صبر کی جس قدر تاکید کی گئی ہے، کسی عمل کی اس قدر تاکید مکرر سہ کرر نہیں آئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ تقریباً ایک سو بیس سے کچھ زائد آیتیں صبر کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ اور بڑے سے بڑے ثواب کا ان پر وعدہ کیا گیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جس قدر مصیبتیں ڈھائی گئی ہیں، وہ کسی فرد بشر پر نہیں آئیں۔ مگر آپ نے بار بار صبر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار اسی کی تاکید آتی رہی اور فرمایا گیا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (اس طرح صبر کر جس طرح پیغمبروں میں سے ہمت اور عزم والوں نے صبر کیا۔ اور دشمنوں کے لیے جلدی مت کر)۔

میرے بھائی بہادری اور شجاعت صبر کا نام ہے۔ نامراد اور بزدل وہ ہے جو صبر نہیں کرتا، اور بھاگ جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ائمہ کبار پر جو جو مظالم کیے گئے ان کا سواں (۱۰۰) بلکہ ہزاروں حصہ بھی آپ پر پیش نہیں آیا اور اس طرح بے خود ہو رہے ہیں۔ لاحول پڑھیے۔ جوان مرد بنیے۔ دین اور ایمان کی خدمت اور حق کی راہ میں مردانہ وار تگاپو کیجیے۔ صبر و استقلال، پامردی اور جفاکشی سے مشکلات کو دور کیجیے اور اگر اس میں خدانخواستہ موت آجائے تو درجہ شہادت حاصل کیجیے۔ ہرگز خودکشی اور حرام موت کا خیال تک بھی نہ آنے دیجیے۔

کوئی انسان اپنے جسم کا مالک نہیں اور نہ اس کا خالق ہے۔ یہ جسم خدا نے پیدا کیا ہے اور روح کو اس پر چند دن کے لیے اس طرح حاکم بنا دیا ہے جیسے امانت دار کو امانت کا حاکم بنا دیا جاتا ہے۔ کسی روح انسانی کو اپنے جسم میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہو سکتی جو خالق کی اجازت کے خلاف

ہے کسی انسان کا اپنے جسم کو برباد کرنے کا عمل یا ارادہ کرنا خداوندی مملوک میں بلا اجازت بلکہ اس کے حکم کے خلاف تصرف کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہوگا۔ قرآن کریم میں پانچویں پارے کے آغاز میں فرمایا گیا: "وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ" جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مجاہد کو جس نے غزوۂ خیبر میں انتہائی بہادری دکھلائی تھی اہل نار میں سے فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ اس معرکہ میں سخت زخمی ہوا، مگر تکالیف پر صبر نہ کرسکا۔ اور خودکشی کر بیٹھا۔ ہرگز ہرگز ایسا شیطانی عمل خیال میں مت آنے دیجئے۔ دنیا کی تکالیف خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں۔ آخرت کے عذاب کے سامنے خواہ وہ ایک منٹ یا ایک سیکنڈ کے لیے ہو۔ اتنی بھی نسبت نہیں رکھتی جو کہ ذرہ کو پہاڑ کے سامنے ہے۔ پھر ان تکالیف دنیاویہ کی وجہ سے آخرت کا دائمی عذاب خودکشی کے ذریعہ سر لینا کس قدر جہالت اور حماقت ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ توبہ کیجئے۔ اور ایسے شیطانی وسوسہ کو دل اور دماغ کے پاس بھی نہ آنے دیجئے۔

قرآن میں فرمایا گیا: ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی نفس کو قصاص اور فساد کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام عالم انسانی کو قتل کیا۔ (سورۂ مائدہ ابتداء نصف ثانی)

حضور ﷺ صحیح حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا ہلاک اور فنا ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے گھٹا ہوا اور اہون ہے۔

خبردار کبھی ایسا ارادہ نہ کیجئے۔ صبر کیجئے، تحمل کیجئے، یہ دنیا راحت کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو شخص زیادہ مقرب الٰہی ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا شکار ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ۔ "سب سے زیادہ سخت بلائیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں، پھر درجہ بدرجہ ان کے مماثلین اور مشابہین پر آتی ہیں"۔ اس لیے اس امتحان گاہ میں پاس ہونے کی فکر کیجئے۔ حق پرستی اور صبر تحمل کا وہ نمونہ پیش کیجئے کہ میدان حشر میں اعلیٰ نمبر کا انعام ملے۔ اللہ کی خوشنودی اور رضا کا سرٹیفکیٹ حاصل ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئیے۔ دنیا نے تہمت، ظلم، حسد اور افتراء وغیرہ سے کسی کو معاف رکھا ہے؟ جب انبیاء علیہم السلام اس سے نہیں بچ سکے تو ہم اور آپ کیا ہیں۔ الحذر الحذر۔

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۵)

احقاقِ حق

قسط:1

مشاجرات صحابہ ؓ اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلکِ اعتدال

مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم [ڈیرہ اسماعیل خان]

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد المرسلين وعلىٰ آله واصحابه اجمعين. اما بعد!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی اللہ تعالیٰ کی منتخب جماعت ہے، مگر دونوں میں فرق ہے، نہ تو مرتبہ میں برابر ہیں، نہ خصوصیات میں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام انسانوں میں سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواص میں سے ہیں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم نہیں ہیں بلکہ محفوظ ہیں۔

معصوم اور محفوظ میں فرق یہ ہے کہ معصوم سے گناہ بالکل نہیں ہوتا، ہاں خلافِ اولیٰ ہو سکتا ہے اور محفوظ سے نہ صرف خلافِ اولیٰ بلکہ احیاناً گناہ بھی ہو سکتا ہے، لیکن نہ تو گناہ اُن کی عادت ہوتی ہے نہ اُس پر مصر ہو سکتے ہیں بلکہ گناہ ہو جائے تو جب تک توبہ کر کے اپنے نامہ عمل سے صاف نہ کروالیں انہیں چین وسکون نہیں آسکتا۔ بلفظ دیگر گویا گناہ کرنا اُن کا کام نہیں لیکن اُن سے ہو جاتا ہے، جس پر توبہ کر کے معاف کروالیتے ہیں، مثلاً زنا، چوری، قتل، شراب نوشی وغیرہ جیسے کام بعض سے متعلق منقول ہیں، اِن کاموں کے اُن سے ارتکاب میں بہت سی حکمتیں مخفی ہیں، مثلاً: اگر یہ کام ان سے نہ ہوتے تو عملاً حدود وغیرہ کا نفاذ اور اس کا نمونہ بعد کی امت کے لیے کیسے وجود میں آتا؟ دوسری بھی بہت سی حکمتیں ہیں، مگر یہ گناہ تو ہیں جو ہوئے، ہاں! جس سے گناہ صادر ہوا جب تک اس نے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش نہ کیا اور پکی سچی توبہ نہ کرلی تب تک سکون نہ آیا، آخر اس دنیا سے بخشے ہوئے ہو کر رخصت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلافِ اولیٰ بھی ہوا، مگر خلافِ اَولیٰ جواز کے دائرے میں ہی ہوتا ہے، اِس لیے اگر اُن سے کوئی خلافِ اَولیٰ ہو گیا اور کسی محقق، متکلم یا مفسر نے

اس پر یہ لکھ دیا کہ: یہ فلاں صحابی سے خلاف اَولیٰ ہوا اور اس کام کا خلاف اولیٰ ہونا نصوص یا نص سے ثابت ہو تو اُس محقق پر اس صحابی کی بے ادبی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا، ہاں ایسی بحثوں میں خوانخواہ اقدام نہ کیا جائے، جوابی کاروائی اور دفاع مجبوری ہے۔

یہ گزارشات اس لیے عرض کی گئیں کہ بعض حضرات نے اپنی زندگی کا مشن ایسی بحثوں کو بنا رکھا ہے، قاضی طاہر علی ہاشمی صاحب اور دار بنی ہاشم [ملتان] والے، اور کئی دوسرے حضرات ان بحثوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور اگر چہ یہ کہتے تو ہیں کہ ہم نبی کے سوا کسی کو معصوم نہیں مانتے لیکن محسوس ہوتا ہے جیسے یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض افراد کو معصوم مانتے ہیں، مثلاً: ایک بحث تسلسل کے ساتھ رسالوں اور کتابچوں میں مشاجرات کی چھیڑتے ہیں، پھر اہل السنۃ والجماعۃ کا ان معاملات میں جو اصل مذہب اور نظریہ ہے اس کو مذہب اہل سنت کے خلاف بتاتے ہیں اور جو نظریہ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہے اُس کو اہل سنت کا نظریہ بتاتے ہیں۔

پھر جن بعض صحابہ کا دفاع کرتے ہیں اُن کے مقابل دوسرے صحابہ کی غلطیاں ذکر کرنے لگتے ہیں، مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالتے ہیں، اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع اہل سنت کا مسلک ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالنا کیا خوارج کا طریقہ کار نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی دفاع ہونا چاہیے۔

ناصبی لوگوں نے بظاہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں یزید کی حمایت کی اور اُس کی خوبیاں نکال لانے کی کوشش کی، تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر کئی طرح تنقید کر بیٹھے، اور کئی حدیثیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف فٹ کیں کہ جی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایک امیر پر اجماع ہو جائے تو جو اُس کے خلاف کھڑا ہو اس کو قتل کر دو، جو نسا بھی ہو، حالانکہ یزید کی امارت پر اجماع نہیں ہوا تھا، اہل مکہ و اہل مدینہ و اہل عراق مخالف تھے، وغیرہ۔

ایسی بحثوں میں اہل بیت کے افراد پر زیادتی کر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

بہر حال مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت کا اصل مسلک کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے، مگر نامعلوم وجوہات کی بنا پر کئی لوگ اہل سنت کے حقیقی مسلک کو پوشیدہ رکھتے ہیں بلکہ مسلک اہل سنت کے نام پر غلط مسلک

بتاتے ہیں اور پھر اس بات پر مصر بھی ہیں کہ ضرور انہی کے بیان کردہ موقف کو اہل سنت کا مسلک تسلیم کیا جائے۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں توقف وسکوت کا مسلک:

قاضی طاہر علی صاحب ہاشمی کہتے ہیں:

''بہرحال یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ صحابہ کرام کے مشاجراتی اختلافات میں اصل مذہب سکوت وتوقف ہے، مشاجرات میں وہی قول مقبول ترین، راجح ترین اور صریح نصوص کے عین مطابق ہے، ائمہ اربعہ کے مذاہب سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس معاملے میں سکوت وتوقف ہی کے قائل ہیں۔'' [سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین:۱۳۱]

اگر کوئی صاحب علم اِس بارے میں واقعی توقف کرنا چاہے تو زیادہ حرج نہیں، لیکن توقف کیا بھی تو جائے، اگر اہل سنت کا موقف ''سکوت'' باور کرانے کے بعد خود ''سکوت'' کرنے کے بجائے سیاسی غلطیوں کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات کو داغدار کیا جائے، (جب کہ اس وقت کی سیاست دین تھی اور دین کے تابع تھی، تو نتیجۃً وہ غلطیاں بھی دینی غلطیاں ہوں گی،) تو اِسے کیا نام دیا جائے؟ افسوس ہے کہ قاضی طاہر علی صاحب کچھ ایسا ہی رویہ اپنائے ہوئے ہیں، گویا وہ عملاً یہ بتارہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تو غلطیوں کی نسبت بھی کی جاسکتی ہے، اِس سے قاضی صاحب کے ''مسلک سکوت'' پر کوئی حرف نہیں آتا، لیکن حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خلاف اولیٰ اور اجتہادی خطا کی نسبت کرنا نہ صرف مسلک سکوت کے تحت خلاف ہے بلکہ انتہائی درجہ کی گستاخی بھی ہے۔ کاش کہ قاضی صاحب سکوت کے نام پر دھوکہ دینے کے بجائے 'سکوت' ہی اختیار کرلیتے۔

کسی صحابی کی خطاء اجتہادی بتانا اُس کی گستاخی نہیں:

دار بنی ہاشم [ملتان] والوں کے ماہنامہ رسالہ ''نقیب ختم نبوت'' [اپریل ۲۰۱۷ء] میں عرفان الحق ایڈوکیٹ نامی کسی صاحب کا ایک مضمون شائع کیا گیا ہے، اس میں وہ لکھتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین وقوع پذیر ہونے والے اختلافات کے متعلق کئی حضرات کا یہ غلط اور بے بنیاد نظریہ سامنے آتا ہے کہ خلیفہ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُس وقت کے امیر شام یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین پیش آنے والے اختلاف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء پر تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔'' [نقیب:۴۴]

یہ صاحب ''نعوذ باللہ من ذالک'' لکھ کر یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ''خطاء اجتہادی'' کی نسبت کرنے سے گویا اُن کی گستاخی لازم آتی ہے، حالانکہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ کہنا غلط ہے کہ (صحابہ کرام کے) دو مختلف اقوال میں سے ایک کو حق یا راجح اور دوسرے کو خطاء یا مرجوح قرار دینے میں کسی ایک فریق کی تنقیص لازم ہے۔'' [مقام صحابہ:۷۳]

اور اگر صحابہ کرام کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت کرنے کو گستاخی قرار دیا جائے تو چودہ سالہ تمام اکابر اہل سنت، اسلاف واخلاف گستاخ ٹھہریں گے، کیونکہ سبھی اِسی مسلکِ اعتدال کے قائل ہیں۔

عرفان الحق صاحب کی طرح قاضی طاہر علی صاحب بھی اِسی بنیاد پر جملہ اکابر اہل سنت کو بے اَدب اور گستاخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطاء یا خطائے اجتہادی کی نسبت کرنے والے اکابر اہل سنت کے ایک جم غفیر کو اپنی کتاب ''ناقدین سیدنا معاویہ'' میں 'ناقد اور گستاخ حضرت معاویہ' قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر قاضی صاحب کو اکابر اہل سنت پر ''یزیدی لٹھ'' چلانے سے فرصت مل جائے تو ان کو بھی حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ کی اس بات کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

لکیر کے فقیر کون؟

عرفان الحق صاحب مزید کہتے ہیں:

''تیز یہ (بھی غلط وبے بنیاد نظریہ ہے) کہ ہر دو حضرات رضی اللہ عنہما کے درمیان یہ اختلاف اجتہادی نوعیت کا تھا جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاء اجتہادی کا صدور ہوا، کئی اہل سنت حضرات نے بھی تقریری وتحریری طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر بھی اجتہادی خطاء ڈالی ہے۔۔۔ محض لکیر کی فقیری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطاء اجتہادی کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔'' [ص:۴۴]

عرفان الحق صاحب اور اِن جیسوں کے نزدیک شاید سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ نبیوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے تو اجتہادی خطاء ہو سکے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطاء بھی نہ ہو سکے، نامعلوم عرفان الحق صاحب علمی اعتبار سے کس سطح کے آدمی ہیں؟ یہ خطاء اجتہادی ماننے اور لکھنے والوں کو لکیر کا فقیر کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ خود لکیر کے فقیر ہیں، انہوں نے جن لوگوں کی تقاریر یا تحریرات سنی اور پڑھی ہوں گی تو اِن کے نزدیک وہی لوگ اہل سنت کا صحیح

نظریہ رکھتے ہیں، اور اُن کی رائے کے خلاف خطاءِ اجتہادی کے قائل اہل سنت کہلا کر غلط نظریہ رکھتے ہیں، حالاں کہ یہ لکیر کی فقیری نہیں، نصوص کے ساتھ ساتھ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی تصریحات اُن کا مستدل ہیں جیسا کہ آگے ذکر ہوگا ان شاء اللہ۔

معیار کیا ہے؟

عرفان الحق صاحب مزید لکھتے ہیں اور بالکل صحیح لکھتے ہیں:

"صحابہ رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات میں اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ فیصلہ دے سکتے ہیں یا پھر کوئی صحابی ہی اس ضمن میں کوئی ارشاد فرماسکنے کے اہل ہیں، مگر اُن کے بعد کوئی بھی صحابہ کے باہمی اختلاف پر فیصلہ کرنے کا ہرگز اہل نہیں۔" [نقیب اپریل: ۴۵]

یعنی اس بارے میں اللہ تعالی یا نبی کریم ﷺ یا کوئی صحابی رائے دے سکتا ہے، جی ہاں اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک بھی یہی چیزیں صواب وخطاء معلوم کرنے کا معیار ہیں، چوتھی کوئی چیز معیار نہیں، تو کیا جناب کا یہ خیال ہے کہ جن اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی خطاء اجتہادی بتائی ہے وہ اُن کا اپنا فیصلہ ہے؟ اُنہوں نے قرآن وسنت واقوال صحابہ کو ملحوظ ہی نہ رکھا؟ پھر وہ اہل سنت کیسے ہیں؟ اُنہیں تو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر دیجیے، اور پھر دیکھیے کہ کتنے بڑے بڑے حضرات اکابرین اسلاف واخلاف اہل سنت سے خارج ہوتے ہیں، اور کون اہل سنت باقی رہتے ہیں؟ یہ تو ویسا خیال ہے جیسا غیر مقلدین احناف اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے اور رائے پیش کیا کرتے اور قرآن وسنت چھوڑ دیتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل صحابہ رضی اللہ عنہم کی خطاء اجتہادی اور اہل سنت کے دلائل:

چوں کہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ خاص مشاجرات صحابہ کا ذکر نہیں کیا گیا، اس لئے قرآن مجید سے کوئی آیت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور اِسی صحیح معیار کے مطابق گفتگو کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی احادیث :

(۱)......الحدیث الاول

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو (طعن کے طور پر) کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا جب کہ ہم حق پر تھے، اور دوسرے باطل پر تھے، حضرت سعد ایک لمحہ خاموش رہے۔ تو وہ کہنے لگا بولتے کیوں نہیں؟ فرمایا: فتنہ اور تاریکی آپڑی تو میں نے (بٹھانے کے لیے) اپنے اونٹ کو کہا: اخ اخ، تو اونٹ بیٹھا رہا یہاں تک کہ تاریکی چھٹ گئی، وہ شخص حضرت سعدؓ سے کہنے لگا: میں نے تو شروع سے آخر تک قرآن مجید پڑھا ہے، اس میں اخ اخ نہیں ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور فرمایا: جب تو نے یہ بات کہہ دی تو (سن) میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”علی مع الحق أو الحق مع علیّ حیث کان. حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ یا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا جہاں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔“

وہ آدمی کہنے لگا: یہ آپ کے ساتھ اور کس نے سنا؟ فرمایا حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ارشاد فرمایا تم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیج کر پوچھ لو، تو زوجہ مطہرہ سے پوچھا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: واقعی رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں (ایسا) فرمایا تو وہ آدمی کہنے لگا: ”اگر میں نے خود یہ بات نبی کریم ﷺ سے سنی ہوتی تو موت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خادم بن کر رہتا۔“ [مسند بزار، ح: ۳۲۸۲، مجمع الزوائد، ح: ۱۲۰۳۱۔ ج: ۷، ص: ۲۷۶]

اس حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ان معرکوں میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے یعنی ان کی رائے درست تھی، حضور ﷺ کے ارشاد اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فہم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہوئی تو ان کے مقابل حضرات رضی اللہ عنہم کی رائے میں خطاء (اجتہادی) ہونا واضح ہوا، کیونکہ اگر مقابل حضرات کی خطاء نہ ہو تو خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کو بیان کرنے کا فائدہ نہیں۔

(۲)......الحدیث الثانی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

گذرنے پر فرمایا: "الحق مع ذا، الحق مع ذا. [مجمع الزوائد: ۲۳۵/۷، الشریعة للآجری ۱۵۸۳، مسند ابویعلی ح: ۱۲۵۴، رجاله ثقات] حق ان کے ساتھ ہوگا، حق ان کے ساتھ ہوگا۔"

اِس حدیث کا بھی سوائے اس کے کوئی مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جو دوسرے صحابہ سے اختلافت ہوئے اُن میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، یعنی درست رائے پر تھے، مقابل حضرات کی رائے میں خطاء (اجتہادی) ہوئی ہے۔

(۳)..... الحدیث الثالث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إذا اختلف النّاس فابن سميّة مع الحق، ابن سميّة هو عمّار. [دلائل النبوة للبيهقي: ۶/ ۴۲۲، رجاله ثقات، تاريخ دمشق لابن عساكر: ۴۰۳/۴۳، ح: ۹۲۸۵] جب لوگ اختلاف کریں گے تو عمار بن یاسر ابن سمیہ رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہوں گے۔"

ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اِس فرمان میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والا وہ اختلاف مراد ہے جس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی کسی فریق کے ساتھ شامل ہوں گے، اور آپ ﷺ نے گویا معیار بتا دیا کہ اُس اختلاف کے وقت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھنا جدھر وہ ہوں گے اُدھر حق ہوگا، یعنی اُس فریق کی رائے درست ہوگی، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اِس اختلاف کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حق یعنی درست رائے پر تھے، اور جب اُن کی رائے درست تو مقابلین کی رائے میں خطاء (اجتہادی) کا واضح ہے، ورنہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ہی درست رائے پر ہونے کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟

(۴)..... الحدیث الرابع :

زید بن وہب سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آس پاس تھے کہ اسی دوران فرمایا کہ تمہارا کیسا حال ہوگا جب نبی کریم ﷺ کے گھرانے والے باہر آئیں گے، اور تم دو جماعتیں ہوگے، تلوار کے ذریعے بعض بعض کے چہروں پر مارو گے، ہم نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! ایسا بھی ہونے والا ہے؟ فرمایا ہاں، ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! اگر ہم وہ وقت پالیں تو ہم کیا کریں؟ فرمایا:

''انظروا الفرقة التی تدعوا الی امر علیؓ فانها علی الهدیٰ. [مجمع الزوائد :۷/۲۷۷، ح: ۱۲۰۳۲،رواہ البزار ورجاله ثقات] اس گروہ کو دیکھو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت کی طرف بلائے بس وہ صحیح راہ پر ہوگا۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اگرچہ لفظاً اُن کا قول ہے لیکن حکماً حدیث مرفوع ہے، کیوں کہ صحابی اس طرح کی مستقبل کی پیشین گوئی اور اُس کا حکم نبی کریم ﷺ سے سنے بغیر نہیں بتاسکتے،تو اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے گروہ کی رائے درست تھی، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت اور اُن کی اطاعت کی دعوت دینے والے تھے،مقابل حضرات کو بھی اطاعت اختیار کرنی چاہیے تھی،تو اطاعت سے نکلے ہوئے گروہ اجتہادی غلطی پر تھے۔

(۵)......الحدیث الخامس:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر، واهتدوا بهدی عمار. [مسند الحمیدی ح:۴۵۴،ابن ابی شیبة ح: ۳۲۰۳۹،ترمذی ح:۳۸۰۵،ابن حبان :۶۹۰۲] میرے بعد ہونے والے دو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا،اور عمار رضی اللہ عنہ کی راہ پر چلنا۔''

جنگ صفین میں حضرت عمار و علی رضی اللہ عنہما اور اُن کے گروہ کی راہ ایک تھی، اُن کو رسول اللہ ﷺ کے اِس ارشاد کی تعمیل کی سعادت ملی،اور جو مقابل تھے اُن سے اِس فرمان نبوی کی تعمیل چھوٹ گئی ہے جو غلطی ہے،اور مجتہد ہونے کے سبب ایسی غلطی خطاء اجتہادی کہلاتی ہے۔

(۶)......الحدیث السادس :

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بسند صحیح مرسل حدیث ہے کہ جنگ جمل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ واپس ہورہے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک خبر پہنچی۔ تو فرمایا: اگر ابن صفیہ کو یقینی علم ہوتا کہ وہ حق پر (درست رائے پر) ہیں تو وہ واپس نہ پھرتے، اِس لیے کہ نبی کریم ﷺ سقیفہ بنوساعدہ میں دونوں کو ملے تھے تو فرمایا: اے زبیر! کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے؟ عرض کیا: جی! اُن سے محبت سے کیا مانع ہوسکتا ہے؟ (محبت کرتا ہوں) فرمایا:

''فکیف انت اذا قاتلته وانت ظالم لهٗ. تیرا کیسا حال ہوگا جب تو اُس سے لڑے گا اس

حال میں کہ تو قصور کرنے والا ہوگا۔'' لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اسی وجہ سے واپس ہوئے ہیں۔[اتحاف الجماعۃ :۱/۱۷۹عن قتادۃ،مرسل صحیح الاسناد،جامع معمر بن راشد ح:۲۰۴۳۰]

یہ حدیث بھی صاف ظاہر کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی،اور مقابلین سے خطاء اجتہادی ہوئی ہے۔

(۷)......الحدیث السابع :

اسی مضمون کی ایک اور روایت ابوجروالمازنی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی وزبیر رضی اللہ عنہما کا آمنا سامنا ہوا تو میں نے دونوں کو دیکھا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبیر! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں، بتا! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا:''إنك تقاتلني وأنت ظالم. ......اے زبیر تو مجھ (علی) سے لڑے گا اور تو کوتاہی کرنے والا ہوگا۔''

تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:ہاں، مگر مجھے (ابھی) اسی جگہ (حضور ﷺ کا) یہ فرمان یاد آیا، یہ کہا اور جنگ سے واپس پھر گئے۔[رواہ ابویعلی والبیھقی باسناد ضعیف ،اتحاف الجماعۃ/۱۸۰]

اس روایت کی سند ضعیف کہی گئی مگر حرج نہیں کیوں کہ اوپر کی صحیح مرسل اس کو قوی کردیتی ہے، دونوں روایتوں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ درست رائے پر تھے اور مقابل حضرات رضی اللہ عنہم سے خطاء اجتہادی ہوئی ہے۔

(۸)......الحدیث الثامن :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمرق مارقة عند فرقة من المسلمين تقتلها اولی الطائفتين بالحق. [مسلم :۱۰۶۴]مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک نکلنے والی جماعت نکلے گی جس کو مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔

اس حدیث میں جس اختلاف کا ذکر ہے وہ حضرت علی اور اُن کے مقابل صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے،اور اُن دوجماعتوں کے اختلاف کے وقت نکلنے والی جماعت سے مراد خوارج

ہیں، اور اُن خوارج کو قتل کرنے والی جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے، اس میں کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ اَب جب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: خوارج کو قتل کرنے والی جماعت حق کے زیادہ قریب ہوگی، تو واضح ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت حق کے زیادہ قریب تھے۔

قارئین کرام! ایک طرف تو مندرجہ بالا احادیث طیبہ ہیں، جبکہ دوسری طرف عرفان الحق صاحب ہیں، جو کسی غلط لکیر کے فقیر بن کر لکھتے ہیں:

''متقدمین علماء کرام میں سے کسی کا یہ نظریہ نہ تھا کہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف میں سیدنا علی حق پر یا اقرب الی الحق اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راہ خطاء پر تھے۔'' [نقیب:۴۵]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ متقدمین علماء کو یا تو یہ حدیث معلوم ہی نہ تھی یا اُن حضرات کا عقیدہ ونظریہ اِن احادیث کے خلاف تھا اور اُنہوں نے اِن احادیث کو قبول نہیں کیا؟ عرفان صاحب! آپ سُنی قوم کو کیا تاثر دینا چاہتے ہیں؟ متقدمین علماء کو احادیث سے جاہل باور کرانا چاہتے ہیں یا صحیح حدیث کو رد کردینے والے؟ آگے چل کر اپنے مقام پر ان شاء اللہ متقدمین کے حوالہ جات کے ساتھ ہم واضح کریں گے کہ عرفان الحق صاحب کی اس بات میں کتنی صداقت ہے۔

عرفان صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اہل سنت کہلانے والے حضرات جانے کیوں اس پر مُصر ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حق پر اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد مخطی سمجھا اور کہا جائے ..... (اور) یا یہ نظریہ پیش کیا جائے کہ دونوں حضرات رضی اللہ عنہما حق پر تھے مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حق پر تھے نسبتاً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے۔'' [نقیب:۴۵]

جناب! حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کو اقرب الی الحق فرمایا اور یہ آپ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ اہل سنت کہلانے والے حضور ﷺ کے اس فیصلے کو ماننے پر مجبور ہیں، کیوں کہ اُن کے ایمان کا تقاضا ہے: **التصدیق بجمیع ماجاء به النبی ﷺ**. آپ ﷺ کے فرمائے اور لائے ہوئے سب کچھ کی تصدیق کرنا۔ آپ کی اپنی مرضی کہ آپ اور ''نقیب ختم نبوت'' والے حضور ﷺ کا یہ فیصلہ مانیں یا نہ مانیں؟ اہل سنت کے لیے نبی کریم ﷺ کے فرمان کو تسلیم کرنا اُن کی شرعی مجبوری ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین وائمہ مجتہدین کے اقوال:

مندرجہ بالا سطور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے چند ارشادات نقل کیے گئے ہیں۔اب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین وائمہ مجتہدین کے ارشادات اور اُن کے فیصلے سن لیں۔

(۱)......حضرت ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

مالک بن جعونہ تابعی کہتے ہیں کہ: میں نے خود ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرمارہی تھیں:"كان عليّ على الحق من اتبعهٗ اتبع الحق ومن تركهٗ ترك الحق.

[مجمع الزوائد:۹/۱۸۴،ح:۱۴۷۶۸،طبرانی،وفیه مالك بن جعونة ولم اعرفه وبقية احد الاسنادین ثقات، تاريخ ابن عساكر :۴۲/۴۴۹نحوه] حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے،جس نے اُن کی پیروی کی اُس نے حق کی پیروی کی اور جس نے اُن کو چھوڑا اُس نے حق کو چھوڑا۔"

(۲)......ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے متعلق نقل ہے کہ جری بن سمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سلام عرض کیا اور بتایا کہ حضرت علی وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان لڑائی ہوئی اور میں نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے،تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:"فالحق به فوالله ماضلّ ولاضُلّ به. [مجمع الزوائد :۹/۱۸۴،ح۱۴۷۶۹ طبرانی بسند صحیح] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملو!،اللہ کی قسم نہ وہ غلط ہوئے ،نہ اُن کے ساتھ ہونے سے غلطی لگی ہے۔"

امہات المؤمنین کے ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ سب حضرات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرنی چاہیے تھی،اور اُن کا ساتھ دینا چاہیے تھا،جنھوں نے ایسا نہ کیا اُن حضرات سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے،اور ساتھ دینے والوں نے بالکل غلطی نہیں کی، بلکہ وہ کیا جو اُنھیں کرنا چاہیے تھا۔

(۳)......حضرت عبداللہ بن بدیل صحابی رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں خطبہ دیا اور حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا: "قاتلوا الفئة الباغية الذين نازعوا الأمر أهلهٗ. [الاستیعاب:۲/۱۲۹]......اُس باغی گروہ سے لڑو جنھوں نے حکومت کے اہل سے حکومت میں نزاع کیا ہے۔"

یہ صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور ان صحابی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو (صورۃً) باغی جماعت فرمایا، چاہے لڑنے والے حقیقۃً باغی نہ ہوں صورۃً باغی ہوں مگر صورت بغاوت بھی تو غلطی ہی ہے جس کو مجتہد کے حق میں خطاء اجتہادی کہا جاتا ہے۔ اور اس پر بھی ایک اجر ہی ملتا ہے۔ بہرحال اس فرمان سے ظاہر ہوا کہ مقابل حضرات سے اجتہادی غلطی ہوگئی۔ رضی اللہ عنہم۔

(۴)..... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

ابو مسلمہ رحمہ اللہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں فرمایا: "والذی نفسی بیدہ لو ضربونا حتی یبلغوا بنا سعفات ھجر لعرفت انا علی الحق وانھم علی الضلالۃ. [ابن ابی شیبہ ح ۳۷۸۳۹، ۳۷۸۴۰]..... اگر ہمارے مقابل ہمیں مار مار کر سعفات ہجر تک بھی پہنچا دیں تو بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم حق پر (یعنی درست رائے پر) ہیں اور وہ (اجتہادی) غلطی پر ہیں۔

(۵)..... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے لیکن تلوار استعمال نہ کر رہے تھے، اور جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل لوگوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے مقابلین سے عملاً لڑنا شروع فرمایا۔ [فتح الباری: ۳۲۶/۱۴، مجمع الزوائد: ۲۸۶/۷، ح: ۱۳۰۵۰]

ایسا کیوں کیا؟ اس لیے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں شہادت ہی علامت تھی کہ وہ جماعت اجتہادی غلطی پر ہے، کیونکہ اُس جماعت کو رسول کریم ﷺ باغی جماعت فرما چکے تھے۔ (جاری ہے)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

ابطالِ باطل　　قسط ۵۰

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

کتاب ''ہدیۃ الشیعہ'' کی ایک عبارت سے خوش فہمی

ہمارے مخاطب موصوف فرماتے ہیں:

''ہم شیعانِ حیدرِ کرار کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ ہم تحقیق کے میدان میں خم ٹھونک کر مخالف کے کذب و افتراء کو امتِ اسلامیہ کے سامنے آشکار کرتے ہیں۔ یہ ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی صاحب کیے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ رقم طراز ہیں: ''شیعہ سنوار کر، چھان پھوڑ کر عیب لگاتے ہیں''۔ ہدیۃ الشیعہ صفحہ نمبر ۱۴۴، مطبع احمدی دہلی ۱۳۳۱ھ ...... (ماہنامہ ''افکار العارف'' لاہور اگست ۲۰۱۴ء صفحہ نمبر ۳۹)

تبصرہ

خوش فہمی کی حدود و قیود نہیں ہوتیں۔ جو جب چاہے، جس چیز سے چاہے اور جتنا کچھ چاہے۔ اپنے لیے ''خوش فہمی'' کا ذخیرہ جمع کر سکتا ہے۔ مگر ایک صاحب علم بہرحال حدِ اعتدال میں رہ کر منصفانہ تجزیہ کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امامی علماء کا تبلیغی و علمی تسلسل محض طغرائے ندامت ہے نہ کہ طرہ امتیاز! دور نہ جایئے۔ اس مباحثہ ہی کو پڑھ لیجیے۔ ہمارے مخاطب کو اپنے مذہب کے اثبات کے لیے خود اپنی کتب سے حوالہ جات نہیں ملتے۔ صرف الزامی جوابات دیتے جانا اور حل و تحقیق بحثوں سے کنارا کش رہنا نہ صرف اصول مناظرہ کے خلاف ہے بلکہ واضح جہالت ہے۔ اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے مخاطب موصوف جہل مرکب کا شکار ہیں۔ کسی چیز سے ناواقف ہونا جہل بسیط کہلاتا ہے اور یہ معیوب جہالت نہیں ہے۔ کیونکہ جب بھی وہ واقف ہو جاتا ہے تو مذکورہ جہل سے چھٹکارا پا لیتا ہے۔ جبکہ جہل مرکب ایسا موذی مرض ہے کہ اس میں غلط و قبیح بات کو صحیح سمجھا جاتا ہے، بلکہ ڈینگیں ماری جاتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخاطب موصوف کی تحریروں سے عیاں ہے۔ اور

جہل مرکب ہی قدیمی منافقین کی روش تھی جس کی جا بجا قرآنِ مجید میں مذمت آئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے جن الفاظ سے موصوف کو خوش فہمی کا مغالطہ ہوا ہے اور جسے وہ طرہ امتیاز کے طور پر پیش فرما رہے ہیں، اُن الفاظ میں تو دراصل رافضیت اور خصوصاً امامی علماء کی ہتک اور ان کی کذب بیانیوں اور دھوکہ دہیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ اس لیے موصوف نے پوری عبارت دینے کی بجائے حسب عادت ادھورے الفاظ درج کرنے پر اکتفاء کیا ہے تاکہ اپنی ابلہ فریبی کا بھرم قائم رکھ سکیں۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''سبحان اللہ! کس کس پیچ سے حضرات آئمہ کی معصومیت بلکہ بزرگی کو بٹہ لگاتے ہیں، خوارج سے شیعہ (ہم جانیں) کچھ دو انگشت زیادہ ہی ہوں گے۔ پر اتنا ہی کہ شیعہ سنوار کر، چھان پھوڑ کر عیب لگاتے ہیں اور خوارج اناڑیوں کے طرح بے سوچے سمجھے گنوار کا سا لٹھ مار بیٹھتے ہیں۔ (ہدیۃ الشیعہ صفحہ نمبر ۱۴۱، نعمانی کتب خانہ، لاہور)

اب ہمارے ناظرین انصاف فرمائیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ روافض و خوارج کا تقابل کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ روافض، خوارج سے زیادہ شرارت پسند، غبی، کج بحث اور پاکانِ امت پر عیوب لگاتے ہیں، البتہ فرق محض اتنا ہے کہ ان کی ریشہ دوانیوں میں تاریخی حوالوں کی مدد سے ایک منصوبے کے تحت کاروائی کی جاتی ہے اور خوارج بلا سوچ و سمجھ لٹھ اٹھا لیتے ہیں۔ یہ ہے شیعیت کا علمی ''طرہ امتیاز'' کہ جس کا اعتراف بقول جوادی صاحب، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کر رہے ہیں۔ اور موصوف خوب جانتے ہیں کہ مسئلہ فدک، تحریف قرآنِ مجید، مسئلہ خلافت اور تردید امامت وغیرہم پہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ نے کس قدر فاضلانہ اور یادگار بحث کر کے اہل سنت والجماعت کا سرِ افتخار بلند کیا ہے۔ پھر ایسی شخصیت بھلا روافض کے کون سے کمال کی معترف ہو سکتی ہے؟ بایں ہمہ اگر آپ اسی کو اعتراف کمال سمجھتے ہیں تو پھر ہم آپ کے شعور اور فہم پر افسوس ہی کر سکتے ہیں۔ مگر اہل دانش جانتے ہیں کہ اس عبارت میں پتھر ہے، ہڈی نہیں۔

؎ سگے راچوں کلوخے بر سر آید   زشادی بر جہد کہ ایں استخواں است

(عف عف کرنے والے جانور کے سر پر جب پتھر پڑتا ہے تو وہ اس خوشی میں رقص کناں ہوتا ہے کہ شاید ہڈی ہے)۔

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت سے خوش فہمی

اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مایہ ناز اور رفض شکن تصنیف تحفہ اثنا عشریہ'' کی دو عبارات سے موصوف نے انتہائی سطحی نتیجہ نکال کر اپنی کم شعوری کا ثبوت دیا

ہے۔ اور اس سے قبل ایک طویل تمہید میں حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور افتخار اہل سنت مولانا محمد عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کی ذوات پر رکیک حملے درج کئے ہیں اور تاریخی بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ پہلے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی عبارت کا جواب ہم پیش کردیں اس کے علاوہ دیگر باتوں پر بحث کرتے ہوئے مسئلہ تحریف قرآن مجید پر حسب سابق اپنے موقف کو مزید مدلل کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جوادی صاحب لکھتے ہیں: ''قرآن (مجید) کے متعلق اہل بیت رسالت کی کچھ روایات تفسیری و تشریحی نوعیت کی ہیں جنہیں بعض کم فہم، ظاہر پرست افراد نے مبنی بر تحریف سمجھا ہے۔ جبکہ ان میں سے بعض موہم تحریف روایات از قبیل اخبار احاد ہیں اور ان کے راوی بھی درجہ وثاقت پر پورے نہیں اترتے۔ حقیقت میں احادیث اہل بیت علیہم السلام تحریف پر دال نہیں ہیں۔ ہم یہ بات اپنی طرف سے نہیں بلکہ تونسوی و قاضی مظہر حسین کے مقتدیٰ و پیشوا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور قاضی صاحب کے والد قاضی کرم الدین صاحب کے اعترافات ان ہی کی زبانی نقل کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''پس در جمیع روایات امامیہ موجود است کہ ہمہ اہل بیت ہمیں قرآن را می خوانند و بعام وخاص و دیگر وجوہ نظم او تمسک می کردند و بطریق استشہاد می آوردند و آیات او را تفسیری کردند و تفسیرے کہ منسوب است بہ امام حسن عسکری کہ ہمیں قرآن است لفظ بہ لفظ وصیان و جواری خدم و اہل وعیال خود را ہمیں قرآن تعلیم می فرمودند بخواندن آں در نماز امری کردند و بنا بریں امور شیخ ابن بابویہ در کتاب الاعتقادات خود ایں عقیدہ کاذبہ دست بردار شدہ و فارغ خطی دادہ۔ ازیں جہت اگر او را صدوق نامند بجا است۔''

ترجمہ: ''پس تمام روایات امامیہ میں موجود ہے کہ تمام اہل بیت اسی قرآن کی تفسیر فرماتے اور جو تفسیر شیعہ امام حسن عسکری کی جانب منسوب ہے وہ صرف اسی قرآن کی تفسیر ہے اور اپنے بچے اور بچیوں، غلاموں اور اہل وعیال کو اسی قرآن کی تعلیم فرماتے۔ نماز میں اسی کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ انہی امور کی بناء پر شیخ (صدوق) ابن بابویہ اپنی کتاب ''الاعتقادات'' میں تحریف قرآن (مجید) کے عقیدۂ کاذبہ سے دستبردار ہوئے اور اسے فارغ خطی دے دی۔ اسی بناء پر اگر انہیں صدوق کہا جائے تو درست اور بجا ہے۔'' (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۱۵، مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۴ھ)

اسی طرح مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''قرآن مجید کہ بلاشبہ از حضرات

آئمہ نزد ایشان منقول بالتواتر است و ہمیشہ آں حضرات آئمہ اورا بہ نیت عبادت در نماز و خارج نماز تلاوت می فرمودند و امام حسن عسکری و دیگر آئمہ اور تفسیر کردہ اندو در کلام خود استشہاد بآیات و الفاظ می آوردند۔

ترجمہ: ''قرآن مجید بلاشبہ حضرات آئمہ اہل بیت سے تواتر کے ساتھ نقل ہوا ہے اور ہمیشہ سے یہ حضرات اسی قرآن کو عبادت کی نیت سے نماز میں اور نماز کے علاوہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضرت امام حسن عسکری اور دیگر ائمہ اہل بیت نے اسی قرآن مجید کی تفسیر کی ہے اور اپنی گفتگو میں اسی قرآن کی آیات اور الفاظ سے استشہاد لایا کرتے تھے۔'' (ماہ نامہ ''افکار العارف'' لاہور صفحہ نمبر ۴۸، مارچ ۲۰۱۴ء)

تبصرہ

''تحفہ اثنا عشریہ'' کی مندرجہ عبارت میں نہ کوئی ابہام ہے اور نہ کوئی الزام! اور نہ ہی اس سے پس پردہ اہل تشیع کے محرف قرآن مجید نہ ہونے کا کوئی ثبوت ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ امامی علماء جن اہل بیت رسول ﷺ کی طرف غلط روایات اور تحریف قرآن مجید کے قائل کی نسبت کرتے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ آئمہ اہل بیت تو اسی قرآن مجید پر ایمان لانے والے، اسی کی تلاوت کرنے، سننے، عمل کرنے اور آگے پہنچانے والے تھے اور یہی الحمد للہ شروع سے اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اہل تشیع جن بارہ بزرگوں کو مخصوص امامت کے زاویے میں رکھ کر شیخ چلی کے خواب دیکھتے ہیں۔ اس میں ان بزرگوں کی تعلیمات کا عمل دخل قطعاً نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت زین العابدین، حضرت محمد باقر، حضرت جعفر صادق، حضرت موسیٰ کاظم، حضرت علی رضا، حضرت محمد تقی، حضرت علی نقی، یا حضرت حسن عسکری رحمہم اللہ تعالی وغیرہم سب کے سب اہل سنت کی آنکھوں کا نور ہیں۔ ہمارے دل ان کی محبت سے دھڑکتے ہیں، ہمارے دماغ ان کے نور ولایت سے معمور ہیں اور ہماری کتابیں ان کے زہد و تقویٰ کی خوشبوؤں سے معطر ہیں اور قیامت کی صبح تک رہیں گی۔ البتہ بارہویں امام مہدی کے متعلق شیعی تصور نظریہ اسلام سے بالکل جداگانہ ہے۔ دین اسلام کہتا ہے کہ قرب قیامت میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے۔ اور ان کے قدوم میمنت لزوم سے اہل حق کے مقدر کا ستارا چمکے گا، باطل کی بیخ کنی ہوگی اور شریعت محمدیہ ﷺ کا بول بالا ہوگا۔ اس کے برعکس اہل تشیع کے عقیدے کے مطابق امام مہدی

گیارہ صدیاں پہلے پیدا ہو کر عراق کی ایک غار میں موجود ہیں اور ظہور فرمائیں گے۔ یہ نظریہ صرف اور صرف عقیدہ امامت کے تسلسل کو جاری رکھنے کی زبردست ناکامی کے بعد بطور فارمولہ ایجاد کیا گیا تھا، بہرحال اس پر ہم مفصل بحث آگے کریں گے۔ اگرچہ ابتدائی قسطوں میں بھی ناقابل تردید دلائل سے ہم اس کا توڑ کر آئے ہیں۔ لگتا ہے جوادی صاحب خود کو بھی آئمہ اہل بیت میں شامل سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ورنہ یہ کھلی حقیقت اُن پر کیسے چھپ کر رہ سکتی ہے کہ اہل تشیع کی کتابیں نظریہ تحریف قرآن مجید سے لبالب ہیں۔ اور بیشتر روایات آئمہ معصومین سے منسوب کر کے کتب اربعہ اور ان کی شروحات میں جمع کر دی گئی ہیں۔ جبکہ آئمہ یا بزرگانِ اہل بیت کا اس عقیدے سے دور دور تک کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی اگر شیعہ کتب میں قرآن مجید پڑھنے پڑھانے یا ماننے کی بعض روایات آئمہ سے منسوب بھی کی گئیں ہیں تو اس کے جوابدہ اہل سنت نہیں ہیں، یہ آپ کے اپنے دروغ بے فروغ پر حافظہ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے مسئلہ امامت سے لے کر مسئلہ تحریف قرآن مجید تک پورے کا پورا مذہبی لٹریچر تضادات سے اٹا پڑا ہے۔

علامہ ڈھکو صاحب کا ایک نرالا ڈھکوسلہ

ہمارے مخاطب جناب جوادی صاحب کے پیرِ مغاں مولانا محمد حسین صاحب ڈھکو آف سرگودھا (فاضل نجف اشرف عراق) کے مدرسہ سے ایک ماہانہ رسالہ "دقائق اسلام" نکلتا ہے۔ اس میں کسی سائل نے ڈھکو صاحب سے دریافت کیا کہ امام معصوم علیہ السلام کا کام ہمیں قرآن کے صحیح مفہوم (تفسیر) سے آشنا کرانا ہے تو پھر کسی امام علیہ السلام نے مکمل تفسیر قرآن مرتب کر کے عوام کو مہیا کیوں نہ کی؟ جس کا ہر حرف امام کا حرف ہوتا۔ امام حسن عسکری کی تفسیر کا ذکر ملتا ہے مگر متعدد علماء کرام نے اسے مستند قرار نہیں دیا۔ برائے مہربانی وضاحت کریں...... مذکورہ سوال میں مولانا ڈھکو صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ۔ اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک الزامی ہے جو یہ ہے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین فرض یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن مجید کے صحیح مفہوم و مطلب کو سمجھائیں، جیسا کہ دوسری آیات کے علاوہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (القرآن) ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو واضح طور پر بتائیں کہ کیا نازل کیا گیا ہے۔ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں تفسیر قرآن نہیں لکھی؟ صرف زبانی و کلام پر کیوں اکتفاء فرمایا؟ تو جو جواب اس سوال کا دیا جائے گا

وہی جواب امام معصوم کے تفسیر قرآن نہ لکھنے کا سمجھا جائے گا۔ اور دوسرا جواب حلی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امام معصوم کو فرصت مل جاتی اور حالات سازگار ہوتے تو امام معصوم جو تفسیر قرآن لکھتے وہ چند جلدوں تک محدود نہ ہوتی بلکہ علم و معرفت کے سمندر جاری کر دیتے۔

(ماہنامہ دقائق اسلام، سرگودھا، صفحہ نمبر ۱۳، بابت مارچ، اپریل ۲۰۱۷ء)

لیجیے! کیسا رہا جواب ڈھکو صاحب کا؟ کاش آپ اہل حق میں پیدا ہوئے ہوتے تو آپ کو پتہ چلتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رسول ﷺ قرآن کریم کی چلتی پھرتی عملی تفسیر تھے۔ دین اسلام کا نوے فیصد حصہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالات کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لب کھلتے تھے تو نبوت کا سینہ کھلتا تھا۔ اور قرآن مجید جا بجا ان کے ایمانی چرچے کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ فیضان نبوت کی تاثیر اور تربیت ہی سے ممکن ہوا تھا۔

نیز ڈھکو صاحب کا یہ لطیفہ بھی قابل غور ہے کہ امام معصوم کو تفسیر قرآن مجید لکھنے کی فرصت ہی نہیں ملی، اور فرصت نہ ملنے کی علت بھی خود ہی لکھ دی کہ حالات سازگار نہ تھے۔ سبحان اللہ العظیم! یہ ہے ہمارے مخاطب موصوف کی شانِ امامت اور علمی طرہ امتیاز، جس پر وہ نازاں ہیں۔ بارہ آئمہ معصوم میں سے کسی ایک کو بھی خدمتِ قرآن مجید کے مواقع نہ مل سکے تو اس کا کم از کم لازمی نتیجہ یہ تو نکل آیا کہ آج امامیوں کے پاس جتنا کچھ ہے، وہ سب خانہ ساز اور خودساختہ ہے۔ یہ بھی بزرگانِ اہل بیت کی کرامت ہے کہ ان پر لگنے والے الزام میں بھی خود روافض کی درگت بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو سلامت رکھتا ہے۔ خلاصۂ گفتگو یہ ہے کہ جس طرح عیسائی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو العیاذ باللہ تعالیٰ ''ابن اللہ'' کہتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ ان کا زمانہ قدیمہ سے چلا آرہا ہے۔ لیکن خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ ایسے ہی بزرگانِ اہل بیت رسول ﷺ صحابہ کرام میں سے ہوں، تابعین میں سے یا آگے ان کی اولادیں، یہ سب کے سب ان تمام الہامات سے پاک ومنزہ ہیں جو اُن سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ یہ باہم شیر وشکر تھے، قرآن مجید کو کامل ومکمل واتم تسلیم کرتے تھے، تقیہ مروجہ کی اصطلاح تک نہیں جانتے تھے، حرمتِ متعہ کے قائل تھے، عقیدۂ رجعت اُن کو چھو کر نہیں گزرا تھا۔ سب وشتم اُن کا مزاج نہ تھا۔ لعن وطعن اُن کا وظیفہ نہ تھا۔ انہوں نے بعض ظالم حکمرانوں کے دور میں حسب حکمت ومصلحت گوشہ نشینی اختیار کر کے عہدوں کی ہوس اور اقتدار کی چمک سے کنارہ کشی ضرور اختیار کی لیکن استعماری طاقتوں کے آلہ کار بن کر امت کے قتل عام میں حصہ

دار نہیں ہے جیسا کہ اب یا صدیوں پہلے سے رافضیت یہود ونصاریٰ کی آبدوز میں بیٹھ کر مسلمانوں کا مسلسل نقصان کر رہی ہے اور سادہ لوح عوام کو ''ظہور امام'' کے سہانے خواب دکھا رہی ہے کہ جب فساد فی الارض ہوگا تو وہ ظہور کریں گے اور پوری دنیا پر رفض کے بادل چھا جائیں گے۔ پھر اصلی قرآن مجید بھی امت کو ملے گا اور دیگر آئمہ کی رجعت بھی ہوگی۔ یہ ساری رام کہانیاں کتب اہل تشیع میں موجود ہیں۔ اور جتنی اوٹ پٹانگ حکایتیں، خلاف نقل وعقل واقعات اور متصادم شریعت مسائل علامہ ابن مطہر حلی، علامہ باقر مجلسی یا قاضی نور اللہ شوستری کی تصانیف میں درج ہیں، وہ کسی شمار وقطار میں نہیں آسکتیں اور علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو شیعہ عالم علامہ ابن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق کو ''ازیں جہت اگر اورا صدوق نامند بجا است'' لکھا ہے تو بالکل درست لکھا ہے۔ کیونکہ شیخ صدوق اُن چار علماء امامیہ میں سے ایک ہیں جو تحریف قرآن مجید کے قائل نہیں تھے، ان کے نام ہم پہلے بھی شاید درج کر آئے ہیں یعنی ① شیخ صدوق ② شریف مرتضیٰ ③ ابوجعفر طوسی ④ ابوعلی طبرسی۔ اور ان چاروں کے قول کو خود امامی علماء نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا ہے کہ ان کی یہ بات آئمہ معصومین کی روایات سے ٹکراتی ہے لہٰذا مردود ہے۔ علامہ نوری طبرسی کی روایات ''فصل الخطاب'' کے مکمل حوالہ جات کے ساتھ پہلے گزر چکی ہیں۔ اسی طرح علامہ محمد بن مرتضیٰ الملقب فیض کاشانی نے اپنی تفسیر کتاب الصافی میں صفحہ بہ صفحہ ایسی لاتعداد روایات کا طومار باندھا ہے کہ جن کی رُو سے موجودہ قرآن مجید محرف شدہ ہے۔ علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ امامیہ کے یہ اکابر اربعہ جنہوں نے تحریف کا انکار کیا ہے، از روئے تقیہ انکار کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے محرفین کی تکفیر نہیں کی۔ اور نہ ہی آج کے اہل تشیع یہ جرأت دکھا سکتے ہیں کہ قائل تحریف کی تکفیر کریں، کیونکہ اس دودھاری تلوار سے وہ خود کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کی ہیبت ہے کہ امامی علماء بطور تقیہ بھی قائلین تحریف کی تکفیر نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑا امامی عالم عاشورہ کی منہ مانگی فیسیں معاف کردے گا لیکن یہ الفاظ نہیں کہے گا۔ البتہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے حسن ظن کی بناء پر شیخ صدوق کو ظاہراً تحریف کا انکار کرنے کی وجہ سے اگر اسم بامسمّیٰ قرار دیا ہے تو یہ خاندان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا شیعی دنیا پر احسان ہے۔

بالکل یہی جواب ہمارے مخاطب موصوف کی اس تیسری خوش فہمی کا ہے جو انہیں ابوالفضل حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی کتاب ''تازیانہ سنت'' کی ایک عبارت سے ہوئی ہے۔ مثلاً وہ لکھتے ہیں۔

(جاری ہے)

(گوشۂ مدنی) ترتیب و املاء: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیب قائد اہل سنت

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں۔ مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر و توبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین و مریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسب ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

بنام مولانا حافظ محمد الیاس رحمہ اللہ

(۱۲۵) برادر محترم مولانا محمد الیاس صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ سالانہ جلسہ ان شاء اللہ ۲۳۔۲۴۔۲۵/ اکتوبر بدھ، خمیس اور جمعۃ المبارک کو ہو رہا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کی وجہ سے بعض شرائط کے تحت محدود جگہ میں جلسہ کی اجازت ملی ہے۔ آپ بھی مدعوین میں ہیں۔ حضرت مولانا ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم صاحب کے لیے اجازت نہیں ملی۔ اشتہار بڑا لاہور ہی سے چھپوایا جائے گا۔ آرڈر دے دیا گیا ہے۔ پہلا اجلاس بروز بدھ ان شاء اللہ دن کے بارہ بجے شروع ہوگا۔ آپ پہلے ہی دن تشریف لے آئیں۔ ممکن ہے کہ آپ کی تقریر بعد نماز ظہر کرائی جائے۔ سیشن کورٹ میں ۹ تاریخ تھی منیر اقبال اور عبدالرزاق کی ضمانتیں مسترد ہو گئی ہیں۔ اب ان کو غالباً ہائی کورٹ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ ۹ افراد کی بندوقیں بھی جمع کروا دی جائیں گی اور کیس لڑنا پڑے گا۔ مقامی افسر مرزائی ہے۔ اور اہل سنت میں باہمی تفریق ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف مزید

درخواستیں بھیج دی ہیں۔ ان شاء اللہ۔ حسب موقع اس کے خلاف شدید احتجاج کیا جائے گا۔ باقی
حالات تسلی بخش ہیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ پروفیسر محمد یوسف صاحب سلیم چشتی جو مشہور شارح
اقبال ہیں۔ وہ بھی مدوین میں سے ہیں۔ انہوں نے خود خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ پہلے اکابرین کے
خلاف تھے، اب مدنی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور یہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی کرامت ہے۔ والسلام

۲۱ر مارچ ۱۹۵۶ء

(۱۲۶) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ سلام مسنون! ایک کارڈ لکھ چکا ہوں۔ مندرجہ ذیل کتب
خرید لیں۔

① رسائل ومسائل ازمودودی صاحب
② تجدید واحیاء دین //
③ تفہیمات حصہ اول ودوم //

پرانے اڈیشن تلاش کریں۔ کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ جدید ایڈیشنوں میں تبدل وتغیر کر رہے ہیں۔
جامعہ کے جلسہ کے حالات لکھیں۔ والسلام۔

۹ر اگست ۱۹۶۰ء

(۱۲۷) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہٗ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ ملا،
آپ مولوی غلام یحییٰ صاحب کو پھر نہ لکھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہری پور کے کسی مدرسہ میں مدرس
مقرر ہو گئے ہیں۔ جب کوئی مدرس معلوم ہو تو مطلع فرمائیں اور آئندہ سال کے لیے بھی کسی مستقل
مدرس کی تلاش میں رہیں۔ جو مسلک، قابلیت اور شرافت وغیرہ میں مناسبت رکھتا ہو۔ حق تعالیٰ خانگی
احوال کی اصلاح فرمائیں۔ صبر وتحمل سے ہی کام لیں۔ اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ علیحدگی پر
اصرار ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اپنی تابعداری کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی
مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ والسلام

۵/مئی ۱۹۵۹ء

(۱۲۸) برادر محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے جلسے پر نہیں جاسکا۔ محمود صاحب کو بھی اطلاع دے دیں تاکہ وہ انتظار نہ کریں۔ حاجی جمیل الرحمٰن صاحب (کرشن نگر) کو بھی مطلع کردیں۔ ان کا خط آیا تھا۔ غالباً وہ بھی انتظار میں ہوں گے۔ وسط مئی میں ان شاء اللہ مظفرگڑھ جانے کا پروگرام ہے۔ اگر وہاں جانا ہوا تو واپسی پر لاہور اتروں گا۔ احباب سے سلام عرض کردیں۔ والسلام

تاریخ ندارد

(۱۲۹) برادر محترم حافظ صاحب زید مجدہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ احقر بخریت ہے۔ آئندہ سال کے لیے چکوال میں مولوی محبت خان صاحب مدرس کے متعلق میں نے لکھا تھا مگر آپ کا جواب نہیں آیا۔ کیا مولوی صاحب موصوف ہمارے لیے بہتر ہیں۔ یا کوئی اور مدرس معلوم ہو تو اطلاع دیں۔ مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے سند یافتہ ایک مولوی صاحب آنا چاہتے ہیں۔ محرم الحرام میں دو ماہ کے لیے چکوال شہر سے پانچ میل تک احقر کا داخلہ بند کردیا گیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ حکام کی پرانی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اب ضلع سرگودھا جارہا ہوں وہاں سے کلورکوٹ اور کوٹ ادو کی طرف چند دن لگ جائیں گے۔ خط کا جواب جامع مسجد گنبد والی جہلم کے پتہ پر بھیجیں۔ ''خدام الدین'' کا چندہ ختم ہے۔ آپ دفتر جاکر جلدی رقم جمع کروادیں۔ احباب سے سلام مسنون عرض کردیں۔ والسلام

۴/مارچ ۱۹۵۹ء

(۱۳۰) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ کاشف ...ل ہوا۔ خدا کرے کہ مولوی اصغر حسین شاہ صاحب جلدی پہنچ جائیں۔ حج کی درخواست اگر منظور ...ے تو امتحان نظر انداز کردیں اور بعد میں امتحان بھی پوری تیاری کے ساتھ دیں۔ حق تعالیٰ ...ب فرمائیں تراویح کے لیے جن حافظ صاحب کو تجویز کیا ہے، یہ دیکھ لیں کہ وہ اچھے قاری بھی

ہوں۔ کیونکہ عام حافظ تو وہاں موجود ہیں۔ ضرورت قاری کی ہے جو وقت پر پہنچ جائیں۔ غالباً آئندہ ہفتہ کو احقر لاہور جائے گا اور دوسرے دن واپس آجائے گا۔ اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو دوامِ ذکر و اتباع نصیب فرمائیں۔ والسلام

۱۴ر جولائی ۱۹۵۶ء

(۱۳۱) برادر محترم زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جواب میں غفلت سے تاخیر ہوگئی ہے۔ قرآن مجید پہنچ گیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کوئی کھالوں وغیرہ کے سلسلہ میں مودودی جماعت کے خلاف اشتہار چھپا ہو تو جلدی ارسال کردیں۔

مطبع علمی میں ''آفتاب ہدایت ①'' کے کتنے نسخے فروخت ہوئے ہیں؟ کتابیں (تجدید واحیاء دین اور تفہیمات جلد اول) آپ نے تاحال نہیں بھیجیں۔ اس میں جلدی کوشش کریں۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

(۱۳۲) برادر محترم زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ ملا، حضرت قاری صاحب اگر ۲ر اپریل کو یقیناً تشریف لانے والے ہوں تو جلد اطلاع دیں اور اس کے بعد کا پروگرام بھی اگر معلوم ہو جائے تو لکھیں۔ کیا راولپنڈی بھی تشریف لائیں گے؟ ''آفتاب ہدایت'' کی کاپیوں کی تصحیح کر رہا ہوں، جلد ہی طبع کرنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک بھی قریب ہے۔ کسی اچھے پریس کا پتہ رکھیں ②۔ والسلام

---

① حضرت اقدسؒ کے والد گرامی ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جو آپؒ نے ستمبر ۱۹۲۵ء میں تصنیف کرکے شائع کروائی تھی۔ تب سے اب تک یہ کتاب متواتر شائع ہوتی چلی آرہی ہے۔ ادارہ مظہر التحقیق لاہور کی جانب سے بھی اب تک اس کتاب کے تین اڈیشن شائع ہوکر اہل علم کے ہاتھوں میں جاچکے ہیں۔ مولانا دبیرؒ (متوفی ۱۹۴۶ء) کی وفات کے بیس سال بعد مولانا محمد حسین ڈھکو نے اس کا جواب ''تجلیات صداقت'' کے نام سے لکھا تھا، جس کے جواب الجواب میں سلطان العلماء مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے دو مجلدات پہ ''تجلیات آفتاب'' لکھی۔ (سلفی)

② اس خط پر بھی تاریخ و سن درج نہیں۔ تاہم ظن وتخمین ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۵۵ء کا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدسؒ نے والد گرامی کی وفات کے بعد اولاً کتاب ''آفتاب ہدایت'' ۱۹۵۰ء میں اور ثانیاً ۱۹۵۵ء میں شائع کروائی تھی۔

(۱۴۳) بخدمت برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ خواب بہت مبارک ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی خواب میں زیارت اور پھر ذکر نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ بیداری میں بھی یہی حال عطا فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ آپ ذکر میں لگے رہیں ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ ذکر اللہ کے ثمرات و برکات بے حد وعد ہیں۔ سفر حج میں بھی یہ سلسلہ کوشش کریں کہ منقطع نہ ہو۔ قلت طعام، قلت کلام اور قلت اختلاط بالاانام وغیرہ کا اہتمام جاری رکھیں۔ رمضان المبارک کے بعد بھکر کا سفر ہے، وہاں سے منٹگمری جاؤں گا۔ اس لیے آپ اُن دنوں چکوال آنے کی تکلیف نہ کریں۔ لاہور آپ کب تک واپس چلے جائیں گے؟ شاید میں منٹگمری سے لاہور آجاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ مقامات مقدسہ میں بندہ ناکارہ کو بھی دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔ حج کیسے کریں؟ مؤلفہ مولانا نعمانی صاحب لاہور سے غالباً مل جائے گی، وہ لے لیں والدہ مکرمہ کی خدمت میں سلام پیش کردیں۔ والسلام

انبیاءؑ ہیں وجہِ رحمت اور رحمت آپ ﷺ ہیں

سولانا لئیق احمد راغب بارہ بنکوی، مدرسہ رحمانیہ ٹانڈہ بادلی، رامپور

انبیاءؑ ہیں وجہِ رحمت اور رحمت آپ ﷺ ہیں ☆ آمنہ کا خواب، عیسیٰؑ کی بشارت آپ ﷺ ہیں

سیّد اولادِ آدم فخرِ خلقت آپ ﷺ ہیں ☆ زیب دیتا ہے جسے تاجِ شفاعت آپ ﷺ ہیں

دوجہاں کی دولتیں پاسنگ بھی جس کا نہیں ☆ گوہرِ نایاب وہ دُرِّ محبت آپ ﷺ ہیں

دست اقدس میں لواء الحمد ہوگا جس گھڑی ☆ جان لیں گے سب، شفیع خیرِ امت آپ ﷺ ہیں

چاند دو ٹکڑے ہوا تائید میں جس ذات کی ☆ وہ امام الانبیا شانِ رسالت آپ ﷺ ہیں

سوگئے بستر پہ جب ہجرت کی شب حضرت علیؓ ☆ اہل باطل نے یہ سمجھا محوِ راحت آپ ﷺ ہیں

قمقمے بے سود ہیں جب ہوگیا سورج طلوع ☆ یعنی آقا ﷺ مظہرِ ختمِ نبوت آپ ﷺ ہیں

ابن مریم بھی جئیں گے بن کے تابع آپ ﷺ کے ☆ ایسے کرّوفر کے مالک ماہِ شوکت آپ ﷺ ہیں

قبلۂ اوّل کی عظمت کا ہے کیا پھر پوچھنا ☆ کرچکے نبیوں کی امیں جب امامت آپ ﷺ ہیں

برگِ آوارہ ہے راغبؔ، کیجئے نظر کرم
حشر کے دن پیکرِ جود و سخاوت آپ ﷺ ہیں

گرگر خوشبو

اخبار الخدام

مولانا حافظ زاہد حسین رشیدی صاحب ☆

مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ چل بسے

تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ، درویش منش عالم دین حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ تبلیغی سفر کے دوران اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم قریباً 20 سال خدام اہل سنت سے وابستہ رہے اور قریہ قریہ تبلیغی جلسوں سے وعظ فرماتے رہے طبیعت میں سادگی اور درویشی تھی اور تکلف وتصنع سے کوسوں دور تھے۔ جو دستیاب ہوا کھالیا اور جو میسر آیا پہن لیا۔ پر اثر وعظ فرماتے اور فکر آخرت کے عنوان پر اکثر نصیحت آموز تقریر ہوتی۔ دینہ قیام کے دوران کھاریاں قتل کے سلسلے میں حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ کے ساتھ پابند سلاسل بھی رہے اور ہمت و پامردی سے جھوٹے کیس کا سامنا کیا۔

چند سال قبل فالج کا اٹیک ہوا لیکن آفرین ہے کہ معذوری کو خود پر سوار کیا ہو یا حوصلہ ہارے ہوں۔ تبلیغی اسفار اور بیانات کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ مختلف مقامات پر خدمت دین کے سلسلہ میں قیام رہا جبکہ آج کل شیخوپورہ رہائش پذیر تھے۔ وصال سے چند دن قبل آخری تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے تلہ گنگ، چکوال، بیانات کے بعد آخری بیان 25 دسمبر 2018ء بعد نماز عشاء بھیرہ میں فرمایا اور طبیعت ناساز ہو گئی۔ قے آئی اور بے ہوش ہو گئے۔ چنانچہ شیخوپورہ لے جایا گیا جہاں سے لاہور جنرل ہسپتال منتقل ہوئے لیکن ہوش نہ آسکی اور یوں صبح پانچ بجے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اسی دن عصر کے بعد شیخوپورہ نماز جنازہ ادا کی گئی اور یہیں تدفین عمل میں آئی۔

اگلے دن صبح امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر۔ مولانا عبدالجبار سلفی، قاضی ظاہر حسین جرار اور راقم تعزیت کے لیے حاضر ہوئے۔ لواحقین اور مرحوم کے بیٹوں سے افسوس کیا حق تعالیٰ کے

☆ مرکزی جنرل سیکرٹری تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان/ 0300-9470582۔

حضور دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت مرحوم کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشیں لغزشات سے درگزر فرمائیں۔ لواحقین کو صبر جمیل اور موصوف کو جنت الفردوس نصیب ہو۔

(27 دسمبر 2018ء) حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ خوش الحان واعظ اور نکتہ داں خطیب ہیں۔ خدام اہل سنت کی تبلیغی کانفرنسز میں اہتمام کے ساتھ مدعو کیے جاتے ہیں اور زبے نصیب کر محبت وخلوص کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ ایک روز ایکسیڈنٹ میں آپ کے بڑے بھائی وصال فرما گئے۔ چنانچہ امیر تحریک دامت برکاتہم۔ مولانا عبدالجبار سلفی، قاضی ظاہر حسین جرار اور راقم تعزیت کے لیے فیصل آباد حاضر ہوئے۔ مولانا عبدالرحیم چاریاری بھی تشریف لے آئے تھے۔ مولانا سے افسوس کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کی مذہبی وسیاسی صورت حال پر بھی گفتگو ہوئی خطیب اسلام مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق خطابت، قربانیاں اور دینی خدمات بھی تذکرہ میں رہیں۔ حق تعالی مرحوم کی مغفرت فرمائیں اور جنت میں جگہ دیں۔ آمین!

آہ! یادگارِ اسلاف مولانا حکیم مختار احمد الحسینی رحمہ اللہ

(28 دسمبر 2018ء) رات گئے حافظ سلطان محمود، سرکال والوں نے اطلاع دی کہ ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا حکیم مختار احمد الحسینی رحمہ اللہ وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت حکیم صاحب علیہ الرحمۃ خطہ پوٹھوہار کی معروف شخصیت حضرت مولانا حافظ شادمان خان رحمہ اللہ کے فرزند اور فخر اہل سنت حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی تھے۔ تحریک خدام اہل سنت کے لیے آپ کا وجود ایک قیمتی اثاثہ تھا۔ لمحہ لمحہ فکری وتنظیمی راہ نمائی فرماتے اور اپنے تجربات سے آگاہی بخشتے تھے۔ دینی تعلیم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے حاصل کی اور طب وحکمت میں مہارت طبیہ کالج ودیگر درسگاہوں سے حاصل کی۔

مخدوم ومکرم حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے روزنامہ اسلام میں حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے حوالہ سے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ

"حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی قدس اللہ سرہ العزیز کے برادر خورد اور میرے پرانے بزرگ دوست مولانا حکیم مختار احمد الحسینی کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

وہ ایک دور میں متحرک فکری اور نظریاتی راہ نماؤں میں شمار ہوتے تھے اور ان کے ساتھ میری پرجوش رفاقت رہی ہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ جامعہ نصرۃ العلوم میں بھی تعلیم

حاصل کی ہے ان کا نام آج کے نوجوان علماء اور کارکنوں کے لیے اجنبی ہو گا۔ مگر جن حضرات نے 1970ء کے انتخابات سے قبل اور بعد کے فکری اور نظریاتی معرکے اور محاذ آرائیاں دیکھی ہیں وہ ان سے یقیناً ناواقف نہیں ہیں۔ یہ 1967ء، 1968ء کے لگ بھگ کا قصہ ہے کہ مولانا حکیم مختار احمد الحسینی رحمہ اللہ نے اپنے برادر بزرگ مولانا حافظ خالد محمود کے ہمراہ لاہور میں ایک فکری اور نظریاتی مورچہ جمایا اور کافی عرصہ جمعیۃ علماء اسلام اور جماعت اسلامی کی باہمی معرکہ آرائی کا سرگرم کردار رہے اس دور میں جماعت اسلامی کے ساتھ محاذ آرائی کے دو مورچے تھے۔ ایک یہ کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی بعض اعتقادی اور فقہی تعبیرات سے جمہور علماء اہل سنت کو اختلاف تھا اور دونوں طرف سے تنقید و جواب کا ماحول پوری شدت کے ساتھ گرم تھا۔ جس میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ پیش پیش تھے۔ جبکہ سیاسی و فکری تقسیم میں جماعت اس وقت دائیں بازو کی جماعت شمار ہوتی تھی بلکہ دائیں بازو کی فکری قیادت کر رہی تھی۔ اس کے برعکس جمعیت علماء اسلام اپنے روایتی سامراج دشمن مزاج اور استعمار مخالف ایجنڈے کے باعث بائیں بازو کے قریب سمجھی جاتی تھی اور ڈاکٹر احمد حسین کمال کی فکری راہ نمائی میں حکیم مختار احمد الحسینی رحمہ اللہ اور دوسرے حضرات ''عوامی فکری محاذ'' کے نام سے اس کے لیے سرگرم تھے اور میں بھی اس وقت اس محاذ کا متحرک کردار تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ فکری محاذ آرائی ٹھنڈی پڑتی گئی حتیٰ کہ جہاد افغانستان کے دوران دائیں بازو اور بائیں بازو کی یہ تقسیم ہی تحلیل ہو کر رہ گئی اگر اس دور کی اس فکری اور نظریاتی معرکہ آرائی کی تاریخ مرتب کی جا سکے تو اس میں نئی نسل کے لیے راہ نمائی کا بہت سامان موجود ہے۔ حکیم مختار احمد الحسینی رحمہ اللہ اس نظریاتی اور فکری جنگ کا متحرک کردار تھے۔''

1971ء میں حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے والد گرامی کا وصال ہوا اور 1972ء میں حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے حکم پر اپنے آبائی علاقہ کی دینی راہ نمائی کے لیے حضرت حکیم صاحب کھنگر مدال تحصیل گوجر خان منتقل ہو گئے۔ لاہور کی گہما گہمی اور حکیم صاحب کی سیاسی، سماجی اور دینی مصروفیت اور فعال کردار کے بعد ایک پسماندہ دیہات میں آمد اور قیام جہاں بڑے بھائی کے حکم کی بجا آوری تھی وہیں آپ کے عزم و حوصلہ کی بھی غمازی کرتا ہے۔

لاہور سے منتقلی کے بعد آپ نے قریباً نصف صدی اپنے گاؤں گزاری۔ اپنا مطب شروع فرمایا جو خدمت خلق بھی تھی اور ذریعہ معاش بھی۔ علاقہ کی دینی و سیاسی راہ نمائی بھی فرمائی اوران کے دکھ درد میں بھی ہمیشہ شریک رہے۔ راجہ پرویز اشرف سابق وزیراعظم پاکستان آپ کے نیاز مند تھے اور راہ نمائی کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ خدام اہل سنت کے تبلیغی جلسوں میں بھی پابندی سے شریک ہوتے تھے اور اپنی بصیرت افروز گراں قدر راہ نمائی اور مشاورت سے نوازتے تھے۔

خدام اہل سنت کی پچاسویں سنی کانفرنس بھیں میں علالت باوجود شریک ہوئے اور مختصر بیان میں سامعین کو جماعت اور اکابر کے ساتھ جڑے رہنے کی تلقین فرمائی۔ راقم اسٹیج پر موجود تھا دوران خطاب جب آپ نے حسب ذیل شعر پڑھا تو اس خیال نے بہت تکلیف دی کہ شاید یہ آخری ملاقات ہے:

میر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے
پھر التفات دلِ دوستاں رہے نہ رہے

آخری ایام میں معدہ کی شدید تکلیف میں مبتلاء ہوئے اور چند دن کی شدید علالت کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

نماز جنازہ میں چکوال، جہلم اور علاقہ بھر کے احباب نے شرکت کی۔ راجہ پرویز اشرف بھی موجود تھے۔ امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ نے امامت فرمائی اور حضرت مولانا علیہ الرحمۃ اپنے آبائی قبرستان میں خلد بریں ہوگئے۔

حق تعالیٰ حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشیں اور صاحبزادگان محترم حکیم احمد الخطیب۔ حافظ احمد الحسن زبیر اور حافظ قاسم خان کو چار ہمشیرگان و جملہ اہل خانہ سمیت صبر جمیل عطاء فرمائیں۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

(9 جنوری 2018ء) راقم کی خالہ و چچی طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں۔ امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ، حافظ سلطان محمود، قاضی ظاہر حسین جرار، ملک عبدالغفار اعوان، ملک مقصود اعوان، ملک حسن معاویہ اعوان کے ہمراہ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ لواحقین سے افسوس اور مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

(9 جنوری 2018ء) چوہدری حیدر سلطان علی خان چکوال کے ضمنی الیکشن میں تیس ہزار کی بھاری لیڈ سے کامیاب ہوگئے۔ تحریک خدام اہل سنت نے حیدر سلطان کی حمایت کا اعلان کیا تھا

جس کے بعد حلقہ کے جماعتی احباب سرگرم ہو گئے اور حیدر کی کامیابی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ خدا تعالیٰ چوہدری حیدر سلطان کو مزید کامیابیوں سے نوازیں اور حلقہ کی خدمت اور بھرپور نمائندگی کی توفیق نصیب ہو۔ حلقہ کے جماعتی احباب کو مبارک باد و شکریہ جنہوں نے جماعتی اعلان کی لاج رکھی اور جماعت کے وقار میں اضافہ کا باعث بنے۔

(6 جنوری 2018ء) حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن رحمہ اللہ بانی جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی معروف دینی و سیاسی شخصیت تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

امیر تحریک مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر، ناظم دفتر کپتان غلام محمد، قاضی ظاہر حسین جرار اور راقم الحروف تعزیت کے لیے جامعہ اسلامیہ حاضر ہوئے۔ جہاں حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ، مولانا ابوبکر صدیق، مولانا قاضی ہارون الرشید و دیگر احباب بھی موجود تھے۔ حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے جانشین مولانا قاری عتیق الرحمٰن مدظلہ سے اظہار افسوس کیا اور مرحومہ کی بلندی درجات کے لیے دعا فرمائی۔ (جہان سومرو سندھ میں حاجی عبدالجلیل صاحب مرحوم کے بھائی حاجی عبدالقادر صاحب سومرو۔ جامعہ مظہریہ حسینیہ کے مدرس مولانا نذیر کاٹھورو کے تایا گل حسن کاٹھورو اور شاہ ٹاؤن کراچی میں فیاض شاہ ہزاروی صاحب کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ حق تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے)۔

اس موقع پر مختلف مذہبی و سیاسی عنوانات پر تبادلہ خیال بھی کیا گیا۔

○...... ماہ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ میں تحریک خدام اہل سنت کے زیر اہتمام حسب ذیل مقامات پر تبلیغی پروگرام منعقد ہوئے۔ ○...... 22 دسمبر 2017ء، مرکزی مسجد ڈھاب لوہاراں، چکوال۔ ○...... 23 دسمبر 2017ء، نمرہ جامع مسجد چکوال۔ ○...... 23 دسمبر 2017ء، جامع مسجد صدیق اکبر پنجائن چکوال۔ ○...... 24 دسمبر 2017ء، مرکزی جامع مسجد آدھی، چکوال۔ ○...... 24 مارچ 2017، عبداللہ مسجد، سوہاوہ۔ ○...... 24 دسمبر 2017ء، مرکزی جامع مسجد، نیلہ۔ ○...... 31 دسمبر 2017ء، جامع مسجد مدنی ٹہنڈی۔ ○...... 31 دسمبر 2017ء، جامع مسجد عثمانیہ پادشاہان۔ ○...... 21 جنوری 2018، مرکزی جامع مسجد کرز۔ ○...... استاذ العلماء حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن مدظلہ۔ بعد برادرم مولانا مخلص عبداللہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد سفر حرمین شریفین سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

49
خلافت راشدہ
یا اللہ مدد
حق چار یار
ہم تحریک خدام اہلسنت والجماعت کلورکوٹ ضلع بھکر اور
ہرنولی ضلع میانوالی کی طرف سے اپنے محبوب دوست
فخر اہلسنت
عظیم مذہبی سکالر
حضرت مولانا حافظ
زاہد حسین رشیدی صاحب مدظلہ
کو تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان کا جنرل سیکرٹری
منتخب ہونے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے
مبارکباد پیش کرتے ہیں
منجانب
حضرت مولانا ابو عمار محمد ابو بکر نفیس و
اراکین تحریک خدام اہلسنت والجماعت کلورکوٹ ضلع بھکر
حضرت مولانا قاری محمد نصراللہ ناصر صاحب و
اراکین تحریک خدام اہلسنت والجماعت ہرنولی ضلع میانوالی

بفیضان نظر
حضرت قاضی مظہر حسین
بیاد
حضرت مولانا یعقوب حسن محسن ہرنولی
جامعہ حنفیہ اشرف العلوم
عیدگاہ ہرنولی ضلع میانوالی کا 48 واں سالانہ جلسہ
ہرنولی بتاریخ 20 مارچ بروز منگل 2018ء
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
علماء و نعت خوان
ودیگر
حضرات تشریف لا رہے ہیں
قاری محمد سیف اللہ خالد مہتمم جامعہ حنفیہ اشرف العلوم ہرنولی 0300-6084240

حق چار یار
قاضی مظہر حسین
عبداللطیف جہلمی
قاری خبیب احمد عمر
مفتی محمد شریف عابد صاحب
حبیب الرحمٰن سومرو صاحب
62 واں دو روزہ
سالانہ
جلسہ
جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم کا
تقسیم اسناد و دستار بندی
ان شاء اللہ العزیز
عظیم الشان
پیر طریقت
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر صاحب
خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید محمد امین شاہ صاحب
امیر تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان
24-25
مارچ 2018
بروز
ہفتہ اتوار
ان شاء اللہ العزیز اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوگا جس میں مشاہیر علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں۔
الداعی الی الخیر
مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق
03455511786
0544-626445
منجانب
مولانا قاری محمد انور حسین انور خطیب جامع مسجد عبداللطیف مہتمم مدرسہ مظہر العلوم
(سماہنی ضلع بھمبر آزاد کشمیر)
0345-9733358